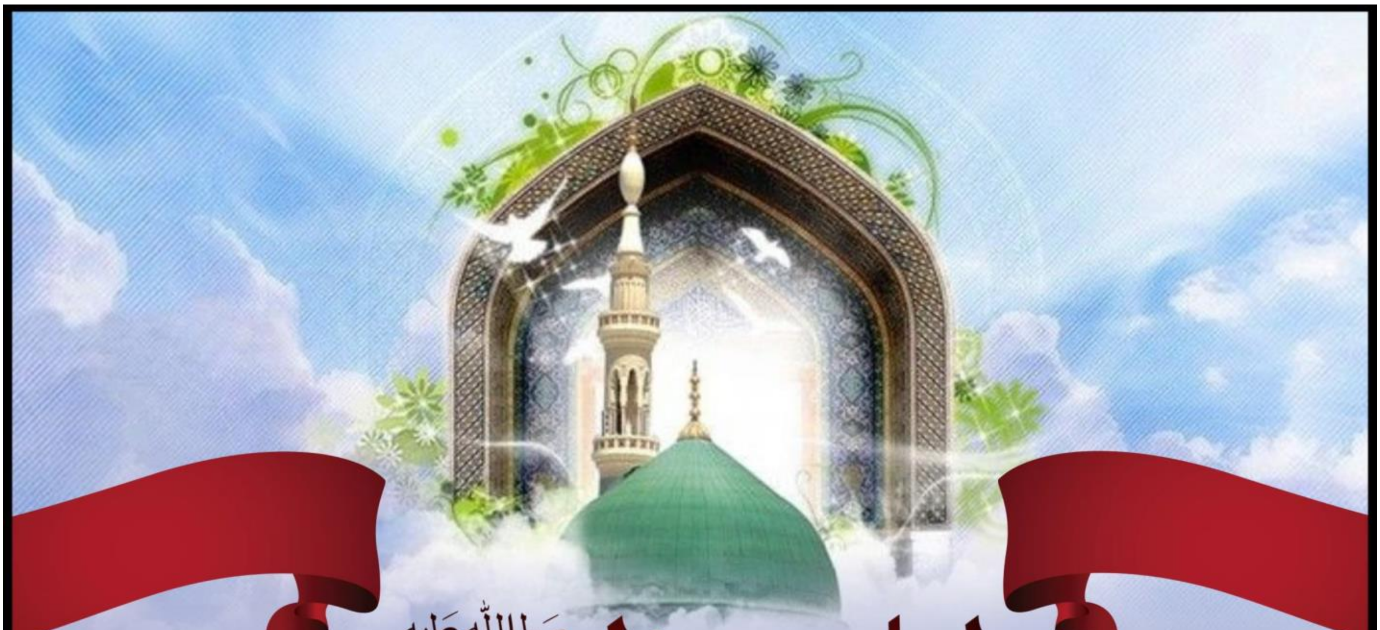


لباسِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تفصیل مع احکامِ لباس

ترجمہ

کَشفُ الاِلتِبَاس فِی اِستِحبَابِ اللِّبَاس

(تصنیفِ لطیف)

حضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡم

تحمید وتمهید: بعد از حمد و تعریف الٰہی اور بعد از تحیہ رسالت پناہی معلوم ہو کہ اس مختصر رسالہ میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واصحابہ اجمعین کے لباس مبارک کی تفصیل بیان ہو گی۔

وجه تالیف: اس کی تالیف کا اصل مقصد صرف یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے دستور فائض النور کا فیض تام اور بہرہ عام تمام مومنین اہل اسلام کو نصیب ہو جائے اور اس لباس سے کہ جس کا استعمال اور اس کا پہننا بدعت ہے اور وہ طریقہ جو بدمذہبوں اور گمراہ لوگوں کا طریقہ ہے اس سے نہ صرف باز رہیں بلکہ اسے بالکل ترک کر دیں تاکہ سنت مطہرہ کی متابعت سے بہرہ ور ہو کر ثواب جمیل و اجر جزیل سے فائز ہوں۔ اور سنت محبوب کریم روف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے برکات حاصل کریں۔

نوٹ: دراصل یہ رسالہ "كَشَفُ الۡاِلۡتِبَاسِ فِيۡ اِسۡتِحۡبَابِ اللِّبَاسِ" از سیدنا الشیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جسے فقیر نے فارسی سے اردو ترجمہ کر کے اس پر اضافہ کیا تو مستقل تصنیف ہو گئی اسی لئے اسے علیحدہ نام دے کر "لباس رسول ﷺ کی تفصیل مع احکام لباس" تجویز کیا۔

وما توفيقي إلا بالله العلي العظيم وصلى الله تعالىٰ على سيدنا رسول الكريم

وعلىٰ آله وأصحابه أجمعين

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور پنجاب پاکستان

۱۷ رجب ۱۴۱۱ھ بروز اتوار

لباس کالغوی شرعی معنی: جان اے جان من کہ لباس مصدر ہے بمعنی ملبوس (سلا ہوا کپڑا) جیسا کہ کتاب بمعنی مکتوب (خط) کے ہے۔

شرعی معنی: عرف شرع میں لفظ لباس دستار، جبہ وکُلاہ (ٹوپی یا عمامہ) ورِداء (چادر) وازار اور ان چیزوں کے لئے بولا جاتا ہے جو پہننے کے کام آتی ہیں۔

لباس المصطفیٰ ﷺ کی تفصیل اور سفید لباس کی اہمیت: حضور سرورانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا لباس مقدس اکثر سفید ہوتا تھا اور آپ سفید لباس کو بہت پسند فرماتے اور اپنی امت کو اس کے پہننے کی تاکید فرمائی۔

★ چنانچہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

وعليكم بالبياض من الثياب ليلبسها أحياؤكم وكفنوا فيها موتاكم فإنها من خيار ثيابكم۔ الیٰ آخر [(1)] (او کما قال)

یعنی کہ تم سفید کپڑوں کو لازم پکڑو۔ چاہیے کہ انہیں تمہارے زندہ لوگ پہنیں اور تم ان کپڑوں میں اہل اموات کو کفن دو کیونکہ یہ سفید کپڑے تمہارے اچھے لباس میں سے ہیں۔ (راوہ احمد ونسائی ' الحاکم وقال السیوطی هذا حدیث صحیح)

★ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔

قال النبي البسو البياض فإنها أطهر وأطيب وكفنوا فيها موتاكم۔ [(2)] (راوہ الحاکم وقال الحاکم هذا حدیث صحیح ' ریاض الصالحین)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ تم لوگ سفید کپڑے پہنو، کیونکہ یہ سفید کپڑے زیادہ صاف اور پاکیزہ ہیں اور اموات کو بھی ان میں کفناؤ۔

★ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

البسو من ثيابكم البياض فإنها من خير ثيابكم وكفنوا فيها موتاكم وإن خير أكحالكم الإثمد يجلو البصر وينبت الشعر [(3)] (راوہ الترمذی وابوداود)

یعنی کہ تم سفید کپڑے پہنو، کیونکہ وہ تمہارے بہترین کپڑے ہیں اور اپنے مردوں کو کفن دو اور تمہارے لیے بہترین سرمہ اثمد ہے کہ وہ نظر کو تیز کرتا اور بالوں کو اگاتا ہے۔

---

(1) مسند أحمد, مسند البصريين, ومن حديث سمرة بن جندب عن النبي صلى الله عليه وسلم, 318/33, رقم الحديث 20140, مؤسسة الرسالة, الطبعة الأولى، 1421ھ 2001م.

سنن النسائي, كتاب الزينة, الأمر بلبس البيض من الثياب, 205/8, رقم الحديث 5323, مكتب المطبوعات الإسلامية حلب, الطبعة الثانية، 1986/1406.

المستدرك على الصحيحين, كتاب اللباس, وأما حديث إسماعيل ابن علية, 205/4, رقم الحديث 7377, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى، 1990/1411.

(2) المستدرك على الصحيحين, كتاب اللباس, وأما حديث ابن عباس, 206/4, رقم الحديث 7379, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى، 1990/1411.

رياض الصالحين, كتاب اللباس, باب استحباب الثوب الأبيض, 239/1, رقم الحديث 779, دار الريان للتراث.

(3) سنن الترمذي, أبواب الجنائز, باب ما يستحب من الأكفان, 310/3, رقم الحديث 994, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر, الطبعة الثانية، 1395ھ 1975م.

سنن أبي داود, كتاب الطب, باب في الامر بالكحل, 8/4, رقم الحديث 3878, المكتبة العصرية، صيدا بيروت.

★حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ

إن أحسن مَا زُرْتُم اللّٰہ بہ في قبورکم ومساجدکم البیاض۔[4] (مشکوٰۃ شریف ج۲۔ ابن ماجہ)

ترجمہ۔ بہترین چیز جس کے ساتھ تم اپنی قبور میں اور اپنی مساجد میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو سفید رنگ کا لباس ہے۔

★امام ابن ماجہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

البسو ثیاب البیاض فإنها أطهر وأطیب۔[5] (ابن ماجہ جلد۲)

ترجمہ: کہ سفید لباس پہنو، کیونکہ یہ زیادہ صاف اور زیادہ ستھرا ہوتا ہے۔

فائدہ۔ ان احادیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سفید لباس پسند فرماتے ہوئے زیب تن فرمایا اور اپنی امت کو سفید لباس پہننے کی ترغیب فرمائی اور اس کے فوائد بھی بیان فرمائے۔

اس لیے فقہاء کرام نے سفید لباس پہننا افضل قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

مسئلہ: بستان فقیہ ابی اللیث میں ہے کہ "ویستحب البیض والخضر من الثیاب"[6]

یعنی اور سفید اور سبز کپڑے پہننا مستحب ہے۔

اور شرعة الاسلام میں ہے:

وأحب الألوان البیاض والنظر إلی الخضرة یزید في البصر ، وقد لبس علیه الصلاة والسلام البرد الأخضر فلبس الأخضر سنة ، ویجتنب الرجال الحمرة والصفرة من الثیاب[7]

ترجمہ: یعنی کپڑوں میں سب سے محبوب ترین سفید رنگ ہے اور سبز رنگ کی طرف دیکھنا بینائی میں زیادتی ہوتی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سبز چادر بھی زیب تن فرمائی ہے اور سبز لباس استعمال کرنا سنت ہے اور مردوں کو سرخ، زرد کپڑوں سے اِجتِناب (پرہیز) کرنا چاہیے۔

---

(4) مشكاة المصابيح, كتاب اللباس, الفصل الثالث, 1252/2, رقم الحديث 4382, المكتب الإسلامي بيروت, الطبعة الثالثة, 1985.
سنن ابن ماجه, كتاب اللباس, باب البياض من الثياب, 1181/2, رقم الحديث 3568, دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي.
(5) سنن ابن ماجه, كتاب اللباس, باب البياض من الثياب, 1181/2, رقم الحديث 3567, دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي.
(6) بستان العارفين, الباب السابعه والثلاثون فيما يستحب من اللباس, ص43, دار الكتب العلمية, 2018م
(7) شرعة الاسلام, الباب السابعه والثلاثون فيما يستحب من اللباس, ص142, دار البشائر الإسلامية, 2007م

سوال: بعض اعدائے اولیاء نے اعتراض کیا ہے کہ شیخ المشائخ حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑانی قدس سرہٗ(کوٹ مٹھن شریف) نے سرخ رومال استعمال فرمایا اب آپکے مریدین استعمال کرتے ہیں۔

جواب: ممانعت میں وہ سرخ رنگ کا کپڑا مراد ہے جو سالم سرخ ہو جس میں دھاریاں سفید ہوں وہ ممنوع نہیں۔ حضرت رحمۃاللہ علیہ کے رومال میں سفید دھاریاں ہیں وہ بھی ظاہر ہیں۔ مزید تفصیل فقیر کے رسالہ "سرخ لباس" میں ملاحظہ فرمائیں۔

سیاہ لباس پہننا کیسا ھے؟

ملتقط میں ہے:

وَلُبْسُ السُّوادِ لیس بسنۃٍ، وَلَا فِيْهِ فَضَلَ ، بَلْ كَرَاهَة لِاَنَّهُ بِدْعَة محدثة بعد رسول اللّٰه صلى الله عليه وآله وسلم

ترجمہ: سیاہ رنگ کا لباس استعمال کرنا سنت نہیں اور نہ اس میں کوئی فضیلت ہے بلکہ مکروہ ہے کیونکہ یہ لباس حضور علیہ السلام کے بعد مستعمل ہوا فلہذا بدعت ہے۔

قول سیدنا امام اعظم رضی اللّٰہ عنہ: روضة العلماء میں ہے: أن أبا حنيفة رحمة الله قال: لبس السواد لا يجوز لأنه لا يلبس ذلك في زمانه وقالا (ابو یوسف و محمد رحمهما الله تعالىٰ) في زماننا لبس السواد جائز لأن الناس لبسوه وافتخروه[8]

ترجمہ: حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیاہ لباس پہننا جائز نہیں۔ ان کے زمانے میں لوگ سیاہ لباس نہیں پہنتے تھے(بلکہ اس کا پہننا عیب سمجھتے تھے) اور (حضرت امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ (صاحبین) فرماتے ہیں) سیاہ لباس پہننا جائز ہے کیونکہ ان کے زمانے میں لوگ سیاہ لباس پہنتے تھے اور اس کے پہننے کو فخر سمجھتے تھے۔

ازالہ وھم۔ جہاں صاحبین کا قول امام اعظم رضی اللہ عنہ کے خلاف ہو تو فتویٰ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے قول پر ہوتا ہے علاوہ ازیں فقہ کا قاعدہ ہے کہ تبدّل الاحکام باختلاف الزمان زمانہ کی تبدیلی سے احکام بدل جاتے ہیں اب چونکہ یہ لباس شیعوں کے شعار میں ہے اور فقہ کا قاعدہ ہے کہ تشابہ بالغیر مکروہ ہے ہمارے زمانے میں ان کے شعار کو اپنانا ممنوع ہے ہاں سیاہ عمامہ میں حرج نہیں کیونکہ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت کریمہ سے ثابت ہے۔

اور کنز میں ہے: وندب لبس السواد[9]

یعنی سیاہ لباس پہننا مندُوب(سنت) ہے اور شرعۃ میں ہے: وقد لبس النبی صلی الله علیه وآلہٖ وسلم عمامة سوداء و یرسل ذنبه بین کتفیه۔

---

(8)روضة العلماء ونزهة الفضلاء كتاب يعنى بإيراد فتاوى وفوائد فقهية على مذهب أبي حنيفة, الباب الرابع في فضل من علم ولده القرآن أو قرأ نفسه, ص42 , دار الكتب العلمية, 2020م

(9)كنز الدقائق مع شرحه تبيين الحقائق وحاشية الشلبي, 228/6, المطبعة الكبرى الأميرية بولاق القاهرة, الطبعة: الأولى, 1313 ھ.

یعنی حضور نبی کریم رؤف والرحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سیاہ رنگ کا عمامہ پہنا اور آپ شملہ اپنے دو کاندھوں کے مابین چھوڑتے تھے۔(شملہ عربی لفظ ہے اس سے مراد طُرّہ ہے)

دستار مبارک اور اس کے چند مسائل

پگڑی باندھنے میں سنت یہ ہے کہ کپڑا سفید ہو جس میں دیگر رنگ کی ملاوٹ نہ ہو۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دستار مبارک اکثر سفید ہوتی اور کبھی سبز بھی اور کبھی سیاہ بھی ہوتی تھی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ جنگ کے وقت آپ کی دستار سیاہ ہوتی تھی بعض اس کی تَوجِیہہ (دلیل) یوں فرماتے ہیں کہ وہ دستار دراصل تو سفید تھی مگر بار بار زرہ کے مس کرنے کی وجہ سے سیاہ ہو گئی تھی لیکن تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ آپ نے سیاہ پگڑی بھی استعمال فرمائی ہے۔

دستار مبارک کا طول و عرض: آپ کی دستار شریف گھر کے لئے سات یا آٹھ گز تھی نماز پنجگانہ کے لئے بارہ گز عید اور جمعہ کے لئے چودہ گز اور جنگ کے وقت پندرہ گز کی تھی۔

البتہ امام نووی نے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دو عمامے تھے ایک چھوٹا سات گز اور بڑا بارہ گز۔ واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب[10]

(انوار غوثیہ شرح شمائل ترمذی)

مسئلہ: مروی ہے کہ عمامہ چودہ گز سے مُتَجاوِز (حد سے آگے بڑھنے والا) نہ ہو۔

فائدہ: گز شرعی ایک ہاتھ ہے یہاں یہی مراد ہے نہ کہ عرفی گز۔

مسئلہ: علمائے متاخرین رئیس قوم اور قاضی و مفتی وفقیہ وامام مسجد و مؤذن اور مشائخ عظام و پیر صاحبان اور نمازی کے لئے اکتیس ہاتھ تک کی پگڑی باندھنا جائز سمجھتے ہیں وہ محض ان کے وقار و تمکین و ہیبت کے اضافے کے لئے۔ مگر افسوس کہ اکثر علماء و مشائخ حضرات نے عمامہ پہننا ترک کر دیا مختلف ٹوپیوں مثلاً جناح کیپ وغیرہ کو ترجیح دیتے ہیں انہیں استعمال کرتے ہیں۔

مسئلہ: پگڑی باندھنے میں سنت یہ ہے کہ پگڑی دراز ہو نہ کہ عریض اور پگڑی کا عرض صرف نصف ہاتھ ہو یا کچھ تھوڑا سا کم و بیش اور لمبائی کم از کم سات ہاتھ ضرور ہو اور گز کی مقدار چوبیس انگل جس کی چھ مٹھی ہوتی ہے۔

مسئلہ: سنت ہے کہ پگڑی باوضو ہو کر اور قبلہ رو ہو کر اور کھڑے ہو کر باندھے۔ یہ جو مشہور ہے کہ عمامہ مسجد میں بیٹھ کر باندھے غلط ہے۔

مسئلہ: جب پگڑی کھولے تو ایک ایک پیچ علیحدہ علیحدہ کر کے کھولے یکبارگی نہ کھولے بلکہ جس طرح ایک ایک پیچ علیحدہ علیحدہ باندھا تھا اسی طرح کھولے۔

مسئلہ: پگڑی باندھنے کے بعد شیشہ یا پانی یا اس جیسی چیز میں دیکھ کر اسے ٹھیک کرے۔

---

(10) انوار غوثیہ شرح شمائل ترمذی، صفحہ نمبر 165، ضیاء الدین پبلی کیشنز کراچی۔

مسئلہ: پگڑی یا شملہ باندھے اس کے متعلق اختلاف ہے اکثر اوقات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا شملہ مبارک پیٹھ کے پیچھے رہتا تھا اور کبھی سیدھی جانب لیکن بائیں جانب شملہ رکھنا بدعت ہے (اس کا خیال نہیں کیا جاتا کہ شملہ جیسا ہے ویسے رہے)

مسئلہ: شملہ کم از کم چار انگل ہو اور زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ۔ پیٹھ سے زیادہ بڑھانا بدعت ہے۔ صرف نماز کے وقت شملہ بڑا رکھنا سنت ہے۔

مسئلہ: شملہ رکھنا مستحب ہے اور سنن زوائد سے ہے چنانچہ اس کے ترک کرنے سے گناہ نہیں اگرچہ اس کے کرنے سے ثواب اور بڑی فضیلت ہے۔

چنانچہ "الروضۃ" میں ہے: إِرْسَالُ ذَنَبِ الْعِمَامَةِ بَيْنَ الْكَتِفَيْنِ مَنْدُوْبٌ

یعنی شملہ کو دو کاندھوں کے مابین چھوڑنا مندُوب (مستحسن، سنت) ہے۔

پیٹھ کے پیچھے شملہ چھوڑنا مستحب ہے، سنت موکدہ نہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کبھی شملہ رکھتے تھے اور کبھی نہیں رکھتے تھے۔

فقہائے کرام نے اس بارے میں قیاسی دلائل بہت دیئے ہیں جو کہ شملہ کے رکھنے سنت موکدہ کہتے ہیں۔ بعض دائیں جانب کو شملہ رکھنے کو درست مانتے ہیں لیکن یہ قول قوی و معتبر نہیں۔ اگرچہ بعض دلائل اس بارے میں درج کئے ہیں۔ متاخرین علماء جہال زمانہ کے تمسخر (مزاق اڑانے) اور طعن کی وجہ سے سوائے صلوٰۃ پنجگانہ کے شملہ نہیں رکھتے تھے۔ فتاویٰ حجت میں فرمایا کہ:

ترک الذنب اثم ورکعتان مع الذنب افضل من سبعین رکعۃ بغیر ذنب والذنب ستۃ انواع للقاضی خمس و ثلثون اصبعاً و للخطیب احدی وعشرون اصبعاً للعالم سبعاً و عشرون اصبعاً و للمتعلم سبع عشر اصبعاً و للصوفی سبع اصابع و للعامی فی اربع اصابع۔ (11)

ترجمہ: شملہ ترک کرنا گناہ ہے اور ہر وہ دو رکعت جو شملہ کے ساتھ ادا کی جائیں ستر رکعت بغیر شملہ سے افضل ہے اور شملہ چھ اقسام ہیں۔ قاضی کے لئے پینتیس (۳۵) انگل، امام وخطیب کے لئے اکیس (۲۱) انگل، علماء کے لئے ستائیس (۲۷) انگل، طالبِ علم کے لئے سترہ (۱۷) انگل، صوفی کے لئے سات (۷) انگل، اور عوام کے لئے چار (۴) انگل۔

مسئلہ: عمامہ کھڑے ہو کر باندھنا اس طرح شلوار بیٹھ کر پہنی چاہیے۔ اس برعکس کرنا نقصان ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ: من تعمم قاعدا و تسرول قائما ابتلاہ اللّٰہ تعالیٰ ببلاء لا دواء لہ (12)

یعنی جس نے پگڑی بیٹھ کر باندھی اور کھڑے ہو کر شلوار پہنی اسے اللہ تعالیٰ ایسی بلاء میں مبتلا فرمائے گا کہ جس کا کوئی دواء ہی نہیں (ہاں اور اگر معذور ہے تو جائز ہے۔)

---

(11) صوب الغمامة في إرسال طرف العمامة، رسالة في العمامة، وفضلها وسننها: النَّص المحقق، ص102، دار الكتب العلمية لبنان بيروت، 2018م.

(12) جامع العلوم في اصطلاحات الفنون (دستور العلماء)، 223/1، دار الكتب العلمية لبنان بيروت، الطبعة الأولى، 1421ه 2000م.

مسئلہ: کتب معتبرہ میں مرقوم ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ کو سیاہ اور سبز لباس سے مشہور نہ کرے کیونکہ وہ مکروہ وممنوع ہے۔

ازالہ وهم برائے سبزعمامہ: سبز عمامہ پہننا جائز ہے اسے سنت کا درجہ دینا غلط ہے تفصیل دیکھنے کے لئے فقیر کا رسالہ "سبز عمامہ کا جواز پڑھیئے"۔(مطبوعہ ہے عام ملتاہے)

تکبرکالباس نہ پھنیے: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا من لبس ثوب شهرة في الدنيا ألبسه الله ثوب مذلة يوم القيامة[13]

یعنی جس نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا اسے قیامت میں رسوائی کا لباس پہنایا جائے گا اگر کبھی کبھی ہو تو جائز ہے منع نہیں۔(یعنی ایسا لباس جس کو پہن کر اپنی بڑائی دیکھنا مقصود ہو)

مسئلہ: بہترین لباس سفید ہے۔سیاہ یا سبز پگڑی اس طرح پائجامہ،چادر سیاہ پہن کر بادشاہوں اور امیروں کے گھر نہ جایئے یہ ممنوع ہے۔

ٹوپی: ٹوپی کی دو قسمیں ہیں۔ ا۔لاطیہ ۲۔ناشزہ

لاطیہ اسے کہتے ہیں جو سر پر مُتَّصِل (ملاہوا) ہو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے سر پر رکھا ہے اور ناشزہ وہ ہے جو سر کے ساتھ متصل نہ ہو بلکہ اوپر کو بڑھی ہوئی ہو اسے طاقیہ کہتے ہیں اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کم استعمال فرمایا لیکن بعض مشائخ نے عمل میں لائی ہے اس لئے جائز ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ٹوپی لاطیہ قسم کی تھی جو کہ ہمیشہ پگڑی کے نیچے ہوتی تھی اور آپ نے کبھی ٹوپی کے بغیر بھی دستار مبارک باندھی تھی۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پگڑی پیچدار اور گنبد نما تھی جیسا کہ عرب کے علماء وشرفاء کا دستور ہے۔

القناع سربند شریف۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔

قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ يُكْثِرُ الْقِنَاعَ كَأَنَّ ثَوْبَهُ ثَوْبُ زَيَّاتٍ۔[14]

ترجمہ: فرماتے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم القِناع (سرپرپہننے کا کپڑا) کو اکثر استعمال فرماتے تھے یہ کپڑا گویا تیل میں نچڑا ہوا ہوتا۔

اس حدیث مبارکہ میں القناع کا ذکر آیا ہے القناع اس کپڑے کو کہتے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سر اقدس پر تیل لگانے کے بعد باندھتے تھے اس رومال یا کپڑے (سربند) کے اوپر عمامہ شریف باندھتے تاکہ تیل کی چکناہٹ سے عمامہ اور دوسرے کپڑے محفوظ رہیں۔[15] (انوار غوثیہ شرح شمائل)

---

(13)سنن ابن ماجه, كتاب اللباس, باب من لبس شهرة من الثياب, 1192/2, رقم الحديث 3607, دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي.

(14)شرح السنة للبغوي, كتاب اللباس, باب ترجيل الشعر وتدهينه, 82/12, رقم الحديث 3164, المكتب الإسلامي دمشق بيروت, الطبعة الثانية. 1403ه 1983م.

(15)انوار غوثیہ شرح شمائل ترمذی, صفحہ نمبر 181, ضیاء الدین پبلی کیشنز کراچی.

سبحان اللہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہائی نفاست پسند اور ایسے نازک مزاج تھے کہ جب سر اقدس پر تیل لگاتے تو اس کے لیے ایک الگ کپڑا مختص (خاص) فرما رکھا تھا جس سے سر اقدس کو لپیٹ لیتے تاکہ ٹوپی اور عمامہ شریف یا دوسرے کپڑے تیل کی چکناہٹ سے محفوظ رہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عمامہ مبارک کی تفصیل

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ شریف اکثر سفید کبھی سیاہ استعمال فرماتے۔ شملہ مبارک کبھی چھوڑ دیتے اور کبھی نہیں شملہ اکثر دونوں شانوں کے درمیان اور کبھی دوش مبارک پر پڑا بعض اوقات تحنک بھی فرماتے (یعنی دستار مبارک کا ایک پیچ ٹھوڑی مبارک کے نیچے لا کر باندھتے) عمامہ شریف کے نیچے ٹوپی ہوا کرتی تھی۔ اس بارے کچھ احادیث و مسائل بیان ہو چکے ہیں۔ اور کچھ فقیر عرض کرتا ہے۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ شریف نہ اتنا وزنی تھا اور نہ اتنا بڑا کہ جس سے سر مبارک پر بوجھ محسوس ہوتا اور نہ اتنا چھوٹا تھا اور ہلکا کہ سر مبارک پر تنگ ہو۔ مروی ہے کہ عمامہ شریف چودہ (۱۴) گز شرعی سے متجاوز نہ ہوتا اور کبھی سات گز۔ یاد رہے کہ شرعی گز ایک ہاتھ کا ہوتا ہے جو بیچ کی انگلی سے کہنی تک ہے اس کی مقدار دو بالشت ہے۔ یعنی چوبیس انگل عقد اور "لا إله إلا الله محمد رسول الله" کے حروف کی گنتی کے مطابق چوبیس (۲۴) حروف ہیں اور بعض مقامات ہیں جیسے حوض کو ناپنے میں ذراع (ایک ہاتھ) کا امتیاز ہے ایسے ہی کپڑا ناپنے کے لئے گز کا بھی اعتبار کیا جاتا ہے اور یہ گز ہر قوم اور ہر زمانے میں رائج ہے (جو تین فٹ یا ۳۶ انچ کا ہوتا ہے)۔

اس کا اعتبار عمامہ سے بھی جائز ہو سکتا ہے۔ (و اللہ تعالیٰ أعلم)

علماء کرام فرماتے ہیں کہ قدر معہود پر کچھ زیادہ کرے تو اس میں مذمت کی جاتی ہے وہ جو ایک حدیث میں ہے کہ عمامہ مشرکوں اور مسلمانوں کے درمیان حاجز (روک) ہے یعنی امتیاز ہے تو وہ عمامہ عذبہ یعنی شملہ کے ساتھ ہے جیسا کہ سیاق حدیث اس میں شاہد ہے۔

فائدہ: عذبہ یا شملہ اسے کہا جاتا ہے جو عمامہ کے دونوں شانوں کے درمیان چھوڑا جاتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمامہ شریف کے نیچے سر مبارک سے چمٹی ہوئی ٹوپی ہوتی تھی یہ ٹوپی سر سے پست و پیوست بلند نہ تھی طاقیہ (جسے آجکل کلاہ کہتے ہیں) کی مانند ہے اور حضور علیہ السلام کی ٹوپی سفید تھی۔

مسلمان و مشرک کے درمیان فرق۔

مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ فَرْقُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِينَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ [16] (ابو داود شریف کتاب اللباس)

ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپیوں پر عمامہ باندھنا ہے۔

(16) سنن أبي داود، كتاب اللباس، باب في العمائم، 55/4، رقم الحديث 4078، المكتبة العصرية صيدا بيروت.

ہمارے عمامے ٹوپیوں پر باندھے جاتے ہیں اور ان کے عمامے ٹوپیوں کے بغیر باندھے جاتے۔ وہ بغیر عماموں کے ٹوپیاں پہنتے ہیں اس لئے کہ عمامہ باندھنا مشرکوں سے بھی ثابت ہے۔ جب حضور علیہ السلام عمامہ باندھتے تو سَدل فرماتے یعنی سرا چھوڑ جاتے۔[17]

فائدہ: شمائل ترمذی میں ہے اتنا زیادہ کیا کہ "قد أرخیٰ طرفها بين كتفيه"[18] یعنی عمامہ کے سرے کو دونوں شانوں کے درمیان لٹکاتے اسے عذبہ، ذوابہ اور شملہ بھی کہتے ہیں اور یہ عمامہ کی سنت بھی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمامہ باندھنے میں تدویر یعنی گولائی فرماتے اور دستار کے پیچ کو سر مبارک پر لپیٹتے اور اس کے سرے کو عمامہ سے لپیٹتے اور دوسرا کو چھوڑتے اور لٹکاتے تھے۔[19]

فائدہ: حضرت عمرو بن حریث سے روایت ہے: اَنَّ نَبِيَّ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَة سَوْدَآء

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر مبارک پر لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے اس حال میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔[20] (شمائل ترمذی)

جبکہ دوسری روایت مسلم میں ہے۔ قَدْ أَرخى طرفيه بين كتفيه۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر اس حال میں دیکھا کہ آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا اور اس کے ایک سرے کو دونوں شانوں کے درمیان چھوڑا ہوا تھا۔[21]

فائدہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام جب مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ رونق افروز ہوئے تو سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔[22] حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ذوابہ کا ذکر نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شملہ ہر جگہ دائمی نہ تھا۔

بخاری شریف میں ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر جب حضور علیہ السلام مکہ میں داخل ہوئے تو سر مباک پر خُود (لوہے کی ٹوپی جسے دوران جنگ سر پر پہنتے ہیں) تھا[23]

علماء فرماتے ہیں کہ دخول مکہ کے وقت جسم اطہر پر ہتھیار لگائے ہوئے تھے اور سر مبارک پر خُود تھا اور دستار نہ تھی اور ہر جگہ اس کی مناسبت سے لباس زیب تن

---

(17) سنن الترمذي, أبواب اللباس, باب في سدل العمامة بين الكتفين, 225/4, رقم الحديث 1736, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر, الطبعة: الثانية، 1395ھ 1975م.

(18) صحيح مسلم, كتاب الحج, باب جواز دخول مكة بغير إحرام, 990/2, رقم الحديث 1359, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(19) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد, كتاب اللباس, باب ما جاء في العمائم, 120/5, رقم الحديث 8501, مكتبة القدسي القاهرة, 1414ھ 1994م.

(20) الشمائل المحمدية للترمذي, باب ما جاء في عمامة رسول الله صلى الله عليه وسلم, 82/1, رقم الحديث 109, دار إحياء التراث العربي بيروت.

صحيح مسلم, كتاب الحج, باب جواز دخول مكة بغير إحرام, 990/2, رقم الحديث 1359, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(21) صحيح مسلم, كتاب الحج, باب جواز دخول مكة بغير إحرام, 990/2, رقم الحديث 1359, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(22) مکہ سے مدینہ تشریف لانے کے موقع پر سیاہ عمامے کے حوالے سے حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی کوئی روایت نہیں ملی! البتہ فتح مکہ کے موقع پر شہر مکہ میں داخلے کے وقت سیاہ عمامے کی روایت موجود ہے۔

صحيح مسلم, كتاب الحج, باب جواز دخول مكة بغير إحرام, 990/2, رقم الحديث 1358, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(23) مکہ سے مدینہ تشریف لانے کے موقع پر سیاہ عمامے کے حوالے سے حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی کوئی روایت نہیں ملی! البتہ فتح مکہ کے موقع پر شہر مکہ میں داخلے کے وقت سیاہ عمامے کی روایت موجود ہے۔

صحيح البخاري, كتاب المغازي, باب أين ركز النبي صلى الله عليه وسلم الراية يوم الفتح, 148/5, رقم الحديث 4286, دار طوق النجاة, الطبعة الأولى, 1422ھ.

فرماتے تھے بعض علماء نے اس کی تَطبِیق (موافقت) یوں فرمائی ہے کہ عمامہ خُود کے ساتھ دوہرا تھااور داخل ہونے کے بعد اوپر خُود باندھا عمرو بن حریث کے قول کے مطابق حضور علیہ السلام نے خطبہ دیااور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھااس لئے کہ خطبہ کعبہ کے دروازے پر تھا۔

تبرک اورصحابہ کرام : حضرت عبداللہ بن حازم رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سیاہ عمامہ تھا جسے وہ جمعہ اور عیدین اور جب جنگ میں فتح پاتے تو بطور تبرک پہنتےاور فرماتے کہ یہ عمامہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پہنایا تھا[24] (انوارغوثیہ شرح الشمائل النبویہ بحوالہ الاصابہ)

سبحان اللہ صحابہ کرام تبرکات سے کتنا پیار فرماتے تھے۔الحمدللہ صحابہ کرام کی وراثت اہلسنت کو نصیب ہے۔تفصیل کے لیے دیکھیں فقیر کی کتاب "صحابہ کے وارث کون ؟"

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے سر پر حضور علیہ السلام نے عمامہ باندھااور میری پشت پر اور دونوں شانوں کے درمیان سرا لٹکایا۔[25]

ملائکہ کے سروں پر عمامہ: حضرت علامہ امام یوسف نبہانی "وسائل الوصول إلیٰ شمائل الرسول ﷺ" میں فرماتے کہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کہتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے سر پر عمامہ باندھا اس کا ایک کونہ میرے کندھے پر ڈالااور فرمایا بدر و حنین کے دن فرشتوں کے ذریعے میری مدد کی گئی تواسی طرح عمامے باندھے ہوئے تھے۔اور فرمایا عمامہ مسلمان اور کافر کے درمیان امتیازی فرق ہے۔[26]

★ حضور نبی کریم روف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا عمامہ باندھنا اختیار کرو کیونکہ یہ ملائکہ کا نشان ہے اوراس کو پیچھے لٹکالو[27] (بیہقی)

عمامہ بادشاہوں کا تاج ہے: حضرت امام یوسف نبہانی وسائل الوصول إلیٰ شمائل الرسول ﷺ میں فرماتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی شخص کواس وقت تک کسی شہر کا حاکم مقرر نہیں فرماتے جب تک اس کے سر پر عمامہ نہیں بندھواتے تھے۔عمامہ باندھنے کاانداز یہ ہوتا کہ پلہ دائیں مونڈھے پر کان کی طرف ڈالا جائے۔[28] (انوارغوثیہ شرح الشمائل النبویہ)

---

(24)انوار غوثیہ شرح شمائل ترمذی , صفحہ نمبر 168 , ضیاء الدین پبلی کیشنز کراچی.

(25)سنن أبي داود , كتاب اللباس , باب في العمائم , 55/4 , رقم الحديث 4079 , المكتبة العصرية صيدا بيروت.

(26)وسائل الوصول إلى شمائل الرسول صلى الله عليه وسلم , الفصل الأول في صفة لباسه صلى الله عليه وسلم , الفصل الأول في صفة لباسه صلى الله عليه وسلم , لطيفة , 119/1 , دار المنهاج جدة , الطبعة الثانية , 1425 ھ.

(27)شعب الإيمان , الملابس والزي والأواني وما يكره منها , فصل في العمائم , 295/8 , رقم الحديث 5851 , مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية ببومباي بالهند , الطبعة الأولى , 1423 ھ 2003 م.

(28)انوار غوثیہ شرح شمائل ترمذی , صفحہ نمبر 163 , ضیاء الدین پبلی کیشنز کراچی.

وسائل الوصول إلى شمائل الرسول صلى الله عليه وسلم , الفصل الأول في صفة لباسه صلى الله عليه وسلم , الفصل الأول في صفة لباسه صلى الله عليه وسلم , لطيفة , 119/1 , دار المنهاج جدة , الطبعة الثانية , 1425 ھ.

مسئلہ۔ علماء فرماتے ہیں کہ شملہ کم از کم چار انگل اور زیادہ سے زیادہ کمر سے اوپر تک ہو۔اس سے زیادہ اِسبال (زیادہ لٹکانے) میں داخل ہے اور وہ مکروہ ہے اور حرام ہے عَذَبَہ (عمامے کے شملہ) کی بجائے تحنیک بھی منقول ہے۔ تحنیک یہ ہے کہ شملہ کو بائیں جانب سے تالو اور ٹھڈی کے نیچے سے نکال کر داہنی جانب عمامہ میں اڑس لینا۔

مسئلہ: علماء فرماتے ہیں کہ بغیر تحنیک و عذبہ کے عمامہ باندھنا مکروہ ہے اور یہ اس تقریر پر ہے کہ یہ سنت موکدہ ہے اگر مراد کراہت تنزیہی لیں تو اس کا مآل (انجام) ترک اولی اور ترک افضل سے ہوگا۔

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عمامہ مبارک: ایک سیاہ اونی چادر کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ایک سیاہ عمامہ بھی تھا جس کا نام سحاب (بادل) رکھا ہوا تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس جتنے کپڑے، گھوڑے اور سواری کے جانور تھے ہر ایک کے اپنے تجویز کردہ نام ہوتے تھے۔ یہ عمامہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کو عنایت فرمادیا تھا۔[29]

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجهه الکریم کے سر پر بادل: مولائے کائنات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں یہ پہنے ہوئے آتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم از راہ خوش طبعی موجود حاضرین سے فرماتے دیکھو علی (رضی اللہ عنہ) تمہارے پاس بادل میں آ رہے ہیں۔[30] (جواہر البحار)

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ مزاح (جائز ہنسی مذاق) جائز ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کے رسالے "جائز ہنسی مذاق" "عجائب و غرائب" عمامہ کے مزید مسائل اور فضائل فقیر کی کتاب "تاج الکرمه فی فضائل عمامه" "فضائل عمامه" میں ملاحظ کئے جا سکتے ہیں۔

لباس۔ ہمارے دور کے مسلمان لباس میں تَکَلُّف (نمائش) کرتے ہیں اسی طرح بعض علماء اور بعض پیر صاحبان بھی اگرچہ قیمتی اور اعلیٰ لباس بھی جائز ہے لیکن اس میں نیک نیتی ضروری ہے۔ تفصیل آئے گی۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عادت کریمہ، لباس شریف میں وسعت اور ترک تکلف تھا یعنی جو لباس موجود پاتے زیب تن فرمالیتے اور تعیین نہ فرماتے نہ ہی کسی خاص قسم کی جستجو فرماتے اور کسی حال میں عمدہ و نفیس کی خواہش نہ فرماتے۔ اور نہ ہی ادنی و حقیر کا تکلف فرماتے۔ جو کچھ موجود و میسر ہوتا پہن لیتے اور جو لباس ضرورت کو پورا کر دے اسی پر ہی اکتفا فرماتے اکثر حالت میں چادر پیراہن اور ازار ہوتا جو کہ سخت اور موٹے کپڑے کے ہوتے اور پشمینہ بھی پہنتے۔[31] (مدارج النبوت حصہ اول)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی لباس میں سادگی:

★ حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ لبس رسول اللہ ﷺ الصوف واحتذی المخصوف وَاَكَلَ بَشَعًا و لبس خشناً۔

---

(29)زاد المعاد في هدي خير العباد, فصل في الملابس, 130/1, مؤسسة الرسالة بيروت, الطبعة السابعة والعشرون, 1415ه/1994م.

(30)جواهر البحار في فضائل النبي المختار, بيان آدابه وأخلاقه في اللباس, 17/3, دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

(31)مدارج النبوت (مترجم)، جلد 1، صفحہ نمبر 550، شبیر برادرز لاہور، جولائی 2004ء۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صوف (اونی کپڑے) اور پیوند دار جوتی پہنی بشع کھایا ہے۔ حسن سے دریافت کیا گیا کہ بشع کیا ہوتا ہے انہوں نے بتایا کہ جَو کا موٹا آٹا جو پانی کے بغیر حلق سے نیچے نہ اترے۔[32] (نقوش رسول نمبر بحواله قزوینی بصنف)

★رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چادر شریف میں متعدد پیوند لگے تھے جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اوڑھا کرتے تھے اور فرماتے میں اللہ کا بندہ ہی ہوں اور بندوں ہی جیسا لباس پہنتا ہوں۔ (متفق علیہ)

فائدہ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج میں فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں اگر کبھی شاہان عجم عمدہ اور نفیس بیش بہا ہدیے بھیجتے تو ان کی تالیف قلوب کی خاطر زیب تن فرماتے مگر فوراً بدن شریف سے اتار کر لوگوں کو عطا فرما دیتے لیکن لوگوں میں انصاف کے پیش نظر تقسیم میں برابری فرماتے۔[33] اور وہ لباس آج کل لوگوں میں مشہور اور عام ہے (یعنی شلوار قمیص، کرتہ)

مسئلہ: عمدہ و نفیس پہننا اور اس پر فخر و مباہات کرنا علماء پیر صاحبان شرف و جلالت کے شایان شان نہیں ہے بلکہ عورتوں کی علامت و نشانیاں ہیں۔ لیکن صاف ستھرا اور پاکیزہ لباس رکھنا اور اس میں میانہ روی اختیار کرنا اپنے ہم مناصب کے مشابہ ہونا بہتر ہے یہ خلاف مروت نہیں۔[34]

★حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کی تمام خوبیوں میں لباس کا ستھرا رکھنا اور کم پر راضی ہونا بہت پسند ہے۔[35] اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میلے کپڑوں کو ناپسند فرماتے تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو بہت میلے اور غلیظ کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ فرمایا کیا یہ کوئی ایسی چیز نہیں رکھتا جس سے کپڑوں کو دھولے۔[36]

★آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس کے بال الجھے ہوئے اور میل سے بھرا ہوا ہے نہایت بری حالت میں ہے۔ فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا آیا ہے؟ یعنی آنے والا شیطان ہے۔[37] (ابوداود شریف کتاب اللباس۔ مدراج النبوت)

---

(32)سنن ابن ماجه, كتاب الأطعمة, باب خبز الشعير, 1111/2, رقم الحديث 3348, دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي.

(33)مدارج النبوت (مترجم), جلد 1، صفحہ نمبر 550, شبیر برادرز لاہور، جولائی 2004ء۔

(34)مدارج النبوت (مترجم), جلد 1، صفحہ نمبر 550, شبیر برادرز لاہور، جولائی 2004ء۔

(35)المعجم الكبير للطبراني, باب العين, طاوس عن ابن عمر, 395/12, رقم الحديث 13458, مكتبة ابن تيمية القاهرة, الطبعة الثانية.

(36)صحيح ابن حبان, كتاب الزينة والتطبيب, ذكر الأمر بالإحسان لمربيه وتنظيف الثياب إذ النظافة من الدين, 294/12, رقم الحديث 5483, مؤسسة الرسالة بيروت, الطبعة الأولى، 1408ه 1988م.

(37)مدارج النبوت (مترجم), جلد 1، صفحہ نمبر 550, شبیر برادرز لاہور، جولائی 2004ء۔

مدارج النبوت میں یہ روایت اسی طرح ہے البتہ سنن ابوداود کی روایت کے الفاظ یہ ہیں "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پراگندہ شخص کو دیکھا جس کے بال بکھرے ہوئے تھے تو فرمایا: کیا یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے بالوں کو تسکین دے"۔

سنن أبي داود, كتاب اللباس, باب في غسل الثوب وفي الخلقان, 51/4, رقم الحديث 4062, المكتبة العصرية صيدا بيروت.

زمانہ بدلا لوگ بدلے: حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظاہری زمانہ اقدس کے بعد لوگ دو قسم کے ہوگئے بعض نے آرائش اور نفیس لباس پہننے کو اختیار کیا اور بعض نے سخت لباس پہننے اور خستہ حالت میں رہنے کو اختیار کیا۔ یہ دونوں طریقے، سنت نبوی کے خلاف ہیں اگرچہ مباح ہیں۔ خلاصہ یہ کہ میانہ روی اور عدم تکلف ہر حالت میں پسندیدہ عمل ہے اس میں شک نہیں کہ ہمارے اسلاف، علماء کرام وزہاد اور عبادت گزاروں کی سیرت میں خستہ حالی رہی ہے۔ اور احادیث مبارکہ میں بھی ان کی مدح و تعریف اور ترغیب آئی ہے اور مروی ہے کہ: البذاذة من الإيمان[38] خستہ حالی ایمان میں سے ہے اور آراستگی، تحسین ہیئت اور صاف ستھرے کپڑوں کے باب میں احادیث مبارکہ بکثرت ہیں اور جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تکبر و غرور کی مذمت فرماتے تو صحابہ عرض کرتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتیاں عمدہ ہوں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: إن الله جميل يحب الجمال الكبر بطر الحق۔[39]

بیشک اللہ جمیل ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ اور تکبر حق تعالیٰ سے سرکشی کرنا ہے مطلب یہ کہ لباس و ہیئت میں خوبصورتی و تحسین مستلزم تکبر نہیں ہے تکبر تو حق تعالیٰ کے ساتھ سرکشی کرنا ہے۔

⋆إن الله نظيف يحب النظافة[40]

بیشک اللہ تعالیٰ (اپنے شان کے لائق) پاک وصاف ہے اور وہ پاکیزگی اور صفائی کو پسند فرماتا ہے۔

⋆حدیث مبارکہ میں ہے الطهارة شطر الايمان۔[41] پاکیزگی ایمان کا حصہ۔

بعض مقامات پر طہارت کو نصف ایمان بھی قرار دیا گیا۔[42]

⋆حدیث مبارکہ میں ہے جو شخص تکبر کے طور پر اچھے کپڑے پہنے یا جو شخص درویش یا عالم نہ ہو مگر اس نیت سے درویشوں اور علماء کا لباس پہنے کہ لوگ اس عالم یا درویش کہیں تو قیامت کے دن اس کو ذلت کا لباس پہنایا جائے گا۔[43] (احمد، ابوداود، ابن ماجه)

---

(38) سنن أبي داود, كتاب الترجل, 75/4, رقم الحديث 4161, المكتبة العصرية صيدا بيروت.

(39) صحيح مسلم, كتاب الإيمان, باب تحريم الكبر وبيانه, 93/1, رقم الحديث 91, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(40) سنن الترمذي, أبواب الأدب, باب ما جاء في النظافة, 111/5, رقم الحديث 2799, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر, الطبعة الثانية، 1395ھ 1975م.

(41) کتب احادیث میں ''الطهارة'' کی جگہ ''الطهور'' کے الفاظ ملے ہیں۔
صحيح مسلم, كتاب الطهارة, باب فضل الوضوء, 203/1, رقم الحديث 223, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(42) سنن الترمذي, أبواب الدعوات, 536/5, رقم الحديث 3519, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر, الطبعة الثانية، 1395ھ 1975م.

(43) مسند أحمد, مسند المكثرين من الصحابة, مسند عبد الله بن عمر رضي الله عنهما, 476/9, رقم الحديث 5664, مؤسسة الرسالة, الطبعة الأولى، 1421ھ 2001م.
مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح, كتاب اللباس, الفصل الثاني, 2782/7, تحت رقم الحديث 4346, دار الفكر بيروت لبنان, الطبعة الأولى، 1422ھ 2002م.
سنن أبي داود, كتاب اللباس, باب في لبس الشهرة, 43/4, رقم الحديث 4029, 4030, المكتبة العصرية صيدا بيروت.
سنن ابن ماجه, كتاب اللباس, باب من لبس شهرة من الثياب, 1192/2, رقم الحديث 3607, دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي.

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج میں چند احادیث نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

۱) ایک صحابی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے اس حال میں دیکھا کہ میرے جسم پر کم قیمت کے کپڑے تھے فرمایا کیا تیرے پاس کچھ مال ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں! اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر قسم کے مال و دولت سے نوازا ہے اونٹ بھی ہیں اور بکریاں بھی ہیں۔ فرمایا پھر تو خدا کی نعمت اور اس کی بخشش کو تمہارے جسم سے ظاہر ہونا چاہیے۔[44]

مطلب یہ کہ دولت کی حالت کے مناسب کپڑے پہنو اور اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو کے مطابق خدا کی نعمت کا شکر ادا کرو۔

ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے تو چاہیے کہ خدا کی نعمت کا شکر ادا کرو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال دیا ہے تو چاہئے کہ خدا کی نعمت کا اثر تمہارے جسموں سے دیکھا جائے اور اس کی نشانیاں تم سے ظاہر ہوں۔[45]

★ مروی ہے کہ اللہ پسند فرماتا ہے بندے پر اپنی نعمتوں کا اثر دیکھے۔[46] لہٰذا یہ ظاہری جمال و آرائش اس شکر نعمت کا موجب ہے جو جمال باطن ہے اور لباس التقویٰ کا اشارہ اسی جانب ہے حق تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ (الاعراف:26)

ترجمہ: اے بنی آدم ہم نے تم پر ایسا لباس اتارا جو تمہاری شرمگاہوں کو چھپاتا اور زینت بخشتا ہے اور تقویٰ کا لباس اتارا یہ بہت بہتر ہے۔ (کنزالایمان)

لہٰذا آدمی کو چاہئے کہ اپنے ظاہر و باطن کو صاف ستھرا اور پاک رکھے اور دل و زبان کو صدق و اخلاص کے زیور سے آراستہ بنائے اور اعضاء و جوارح کو زیور طاعت و نظافت سے مزین کرے۔ یہاں حضرت شیخ فریدالدین عطار کا شعر یاد آیا وہ نام حق فارسی میں فرماتے ہیں:

ؔ ظاہرت چوں پاک کنی　　　باطنت حق کندطاہر

یعنی تو اپنے ظاہر کو صاف ستھرا رکھ اللہ تعالیٰ تیرے باطن کو پاک فرمادے گا۔ (مزید تفصیل فقیر کی شرح نام حق میں ملاحظہ کریں)

---

(44) سنن الترمذي, أبواب البر والصلة, باب ما جاء في الإحسان والعفو, 364/4, رقم الحديث 2006, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر, الطبعة الثانية, 1395ھ 1975م.

سنن أبي داود, كتاب اللباس, باب في غسل الثوب وفي الخلقان, 51/4, رقم الحديث 4063, المكتبة العصرية صيدا بيروت.

(45) سنن أبي داود, كتاب اللباس, باب في غسل الثوب وفي الخلقان, 51/4, رقم الحديث 4063, المكتبة العصرية صيدا بيروت.

(46) سنن الترمذي, أبواب الأدب, باب ما جاء إن الله تعالى يحب أن يرى أثر نعمته على عبده, 123/5, رقم الحديث 2819, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر, الطبعة الثانية, 1395ھ 1975م.

نکتہ نجاستوں اور ناپاکیوں سے بدن کی طہارت کا حکم اور مکروہ بالوں کو مونڈنا یعنی بغلوں کے بال اور زیر ناف بالوں کو صاف کرنا، ختنہ کرنا، ناخنوں کو ترشوانا یہ سب باتیں مسنون اور فطرت ہے۔

فائدہ: فطرت کے معنی سابقہ انبیاء کرام کی سنتیں۔

إنما الأعمال بالنيات[47] یعنی عمل کا دار و مدار نیت پر ہے۔

اگر عمدہ لباس پہننے سے مقصود نفسانیت، کبر، غرور، دنیاوی کَرّوفَرّ (شان و شوکت) کا اظہار، آرائش، شوکت نفس، فقراء پر فوقیت دکھانا اور ان کے دلوں کو اذیت پہنچانا ہے تو قابل مذموم بلکہ بہت قبیح فعل ہے۔

جیسا کہ منافقوں کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ ۖ (المنٰفقون:4)

ترجمہ: اور جب تم انہیں دیکھو تو ان کے اجسام تمہیں حیرت میں ڈال دیں۔

اور حدیث شریف میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے: إن الله لا ينظر إلى صوركم وأموالكم وإنما ينظر إلى قلوبكم وأعمالكم[48]

بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے اموال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تو تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔

انتباہ۔ دورِ حاضر میں علماء کرام، مشائخ عظام، حفاظ و ائمہ حضرات اچھے اور صاف ستھرے لباس استعمال کریں تاکہ عوام تحقیر نہ کریں لیکن اگر اس میں تکبر و بڑائی کی نیت ہو تو گناہ ہے۔ بلکہ اظہار نعمت، شوکت علم، عزت دین، جمال و جلال اور دینی احکام کی پیروی ہے تو قابل تعریف اور ثواب ہے۔ بکثرت علماء و مشائخ اسلاف نے نفیس ترین اور عمدہ لباس پہنا اور ان کی نیت اس میں نیک تھی۔ چنانچہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وُفود (مہمانوں سے ملنے، سفر) کے لئے اور جمعہ و عیدین کے لئے اچھا لباس استعمال فرماتے بلکہ ان امور کے لئے مستقل لباس محفوظ رکھتے تھے۔

★ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بہترین چادروں میں ملبوس دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی اظہار نعمت کے لیے زرق برق خوبصورت پہنے تو مستحق ثواب اور اگر غرور و تکبر سے پہنے تو لائق مواخذہ و گرفت ہوگا۔

خلاصہ میں ہے حسین و جمیل لباس استعمال کرنے میں کوئی گناہ نہیں اگر تکبر سے خالی ہو اور "مجمع النوازل" میں ہے ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک ہزار درہم کے برابر چادر اوڑھ رکھی تھی (اور ایک مرتبہ نماز میں کھڑے ہوئے تو چودہ سو درہم کی چادر جسم اطہر پر تھی۔)[49]

---

(47) صحيح البخاري, باب بدء الوحي, 6/1, رقم الحديث 1, دار طوق النجاة, الطبعة الأولى. 1422ھ.

(48) صحيح مسلم, كتاب البر والصلة والآداب, باب تحريم ظلم المسلم وخذله إلخ, 1987/4, رقم الحديث 2564, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(49) الفتاوى الهندية, كتاب الكراهية, الباب التاسع في اللبس ما يكره من ذلك وما لا يكره, 332/5, دار الفكر, الطبعة الثانية. 1310ھ.

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما جب حروریہ کے پاس بطور سفیرِ اسلام تشریف لے گئے تو نہایت ہی قیمتی یمینی لباس میں ملبوس تھے جب وہاں پہنچے تو انہوں نے کہا: مرحبا اے ابن عباس یہ کیا خوب لباس ہے؟ آپ نے فرمایا تم اس پر مُعتَرِض (اعتراض کرنے والے) ہو۔

لَقَدْ رَأَيْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ مَا يَكُونُ مِنَ الْحُلَلِ۔[50] بے شک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بہتر سے بہتر لباس میں دیکھا ہے (ابوداود کتاب اللباس)

علماء فرماتے ہیں کہ اس اعلیٰ قسم کا لباس پہننا ایسا ہے جیسے جنگ کے لئے ہتھیار لگانا اور بیش بہا اور اچھے لباس پہننا اور ان چیزوں میں بڑائی اور کرّوفرّ (شان وشوکت) دکھانا جو کلمۃ اللہ کی برتری اور دین کی فتح مندی کو شامل ہے۔ حقیقتہً یہ اعداء دین پر سختی اور ان کے دل جلانے کے لئے ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی چادر مبارک کی قیمت چار سو دینار کی تھی اور آپ اپنے شاگروں سے فرمایا کرتے تھے۔ جب تم اپنے شہروں کو واپس جاؤ تو لازماً اچھے کپڑے پہن کر جاؤ۔[51]

علماء کرام و پیر صاحبان کا اچھا لباس

بعض حضرات ایسا نفیس لباس اس لئے پہنتے ہیں کہ دولت مندی اور ثروت ظاہر ہو تاکہ ان کی جانب حاجت مند اور سائل متوجہ ہوں اور اپنی ضرورتیں حاصل کرسکیں اسی کی مانند ادنیٰ و فقیر لباس پہننے میں بھی تفضیل کی جاتی ہے کہ اگر خِسَّت (کنجوسی)، بخل یا لوگوں کے اموال میں لالچ اور احتیاج دکھانے کی بناء پر پہنے تو قابل مذمت ہے اور اگر زہد اور دنیاوی زیب وزینت اور اس کے ساز وسامان سے عدم رغبت اور جو میسر ہو اس پر قناعت وایثار کرنے کی وجہ سے پہنے تو محمود اور حسن ہے۔ اور جس کی نیت ان دونوں سے خالی ہو وہ نہ مذموم ہوگی اور نہ محمود۔[52] (مدارج النبوت بحوالہ المواہب)

★حدیث پاک میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص باوجود قدرت کے قیمتی لباس پہننا بطور تواضع چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کو کرامت کا حلہ پہنائے گا۔[53] (ابوداود شریف)

مسئلہ: ظاہر یہ ہے کہ یہ قسم دائرۂ اِباحَت (شرعی اجازت) سے خارج نہ ہوگی۔ بلکہ زیب وزینت کی تمام صورتوں میں فضیلت واستحباب میں تو کلام ہے لیکن اصل اباحت میں کلام نہیں ہے۔

ازالہ وہم: مواہب لدنیہ میں ایک بات بطریق سوال لاتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ سلف صالحین کی سیرت بد ہیئت اور عامیانہ لباس کی خستگی میں رہی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ سلسلہ شاذلیہ کے صوفیاء اپنے لباس میں حسن وجمال اور زیب وزینت کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ حالانکہ ان کا طریقہ سنت کا اتباع اور سلف صالحین کی اقتداء ہے۔

---

(50) سنن أبي داود, كتاب اللباس, باب لباس الغليظ, 45/4, رقم الحديث 4037, المكتبة العصرية صيدا بيروت.

(51) شرح الطريقة المحمدية للخادمي, 420/1.

(52) مدارج النبوت (مترجم), جلد 1, صفحہ نمبر 550, 551, شبیر برادرز لاہور, جولائی 2004ء.

(53) سنن أبي داود, كتاب الأدب, باب من كظم غيظاً, 248/4, رقم الحديث 4778, المكتبة العصرية صيدا بيروت.

اس کے جواب میں اسے نقل کرتے ہیں۔ جو بعض عارفین نے جامع مفید اور فیصلہ کن بحث فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ سلف صالحین نے جب دیکھا کہ اہل غفلت اور دنیا میں مشغول ہونے والے ظاہری زیب و زینت میں مصروف رہتے ہیں اور دنیاوی مال و متاع پر فخر و مباہات کرتے ہیں اور اس پر اطمینان رکھتے ہیں تو ان حضرات صوفیاء کرام نے ان کی مخالفت اس قصد و ارادہ سے فرمائی کہ ظاہر کر دیں کہ جس چیز کو یہ غافل لوگ اتنا عزیز جانتے ہیں وہ کتنی حقیر و ذلیل ہے۔ اور حق تعالیٰ نے اس کی حقارت بیان فرمائی ہے اور جس چیز کے اہل غفلت اتنے محتاج و ضرورتمند ہیں وہ ان سے بے نیاز مستغنی ہیں اور ان کی مرغوب و محبوب چیزوں سے نفرت و زہد اختیار کیا اور جو کچھ خدا نے ان حضرات قدس کو مرحمت فرمایا ان نعمتوں پر شکر گزار ہوئے اور جب اس حال پر زمانہ دراز گزر گیا اور اس امر میں فساد نے راہ پائی اور اس کی حقیقت جاننے میں دل سیاہ ہو گئے اور غفلت کی راہ نے دوسرا رخ اختیار کیا اور کچھ لوگوں نے بد ہَیئَتی (بد شکلی) اور لباس کی بوسیدگی کے پردے میں تحصیل دنیا میں حیلہ جوئی شروع کر دی اور معاملہ برعکس ہو گیا اور جو طریقہ ترک دنیا کا تھا وہ خود تحصیل دنیا کا ذریعہ بن گیا تو بعض محققین اہل طریقت نے جیسے مشائخ شاذلیہ اور ان کے پیروکاروں نے اسے ترک کر دیا اور بد ہَیئَتی (بد شکلی) اور لباس کی خستگی کی روش کو چھوڑ دیا اور اس امر کو حکمت و حقیقت کی نظر سے سلف صالحین کی موافقت سمجھنے لگے اور ان کی مخالفت نہیں سمجھی۔ اگرچہ ظاہر بینوں کو یہ مخالف نظر آیا۔ حضرت الشیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ جو سلسلہ شاذلیہ کے بانی و مقتدا ہیں ارشاد فرماتے ہیں کہ: "جو کوئی ان بد ہَیئَتیوں میں سے اس پر اعتراض کرتا ہے اسے یہ جمال ہیئت اور تجمل لباس جواب دیتا ہے کہ اے شخص! میرا یہ طریقہ اور میرا یہ لباس زبان حال سے الحمد للہ کہتا ہے کہ خدا کا شکر ہے کہ مجھے مخلوق سے مستغنی بنایا ہے اور تیرا وہ طریقہ اور تیرا وہ لباس پکار پکار کر کہتا ہے کہ مجھے اپنی دنیا سے کچھ دو"۔

ان شاذلیوں کے افعال، دائر بر حکمت، مبنی بر معنیٰ اور مقرون بہ نیت ہیں۔[54]

اب ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس مبارک کے بیان اور اس کے انواع میں چند وصل بیان کرتے ہیں: (عمامہ شریف کا بیان و چند ضروری مسائل گذشتہ صفحات پر آپ پڑھ چکے ہیں)

پیراھن مبارک اور تھبند شریف (مع احکام): حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیراہن مبارک (قمیص) کی آستین پہنچے تک ہوتی تھی اس سے زائد لمبی، سرعت حرکت اور گرفت میں مانع ہوتی تھی اور اس سے کم ہاتھ کو گرمی و سردی سے نہیں بچاتی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام افعال و اعمال میں بے شمار معانی و حکمتیں ہوتی ہیں جو اعتدال و مناسبت پر مبنی ہیں۔ اسی طرح آپ کے پیرہن اور چادر مبارک کا دامن نصف پنڈلیوں تک ہوتا تھا اور تہبند کو گٹوں سے نیچا نہ رکھتے تھے اور گویا انصاف لفظ جمع کے ساتھ اس طرف اشارہ ہے کہ نصف کی حقیقت جو وسط حقیقی ہے شرط نہیں ہے۔

تھبند (لنگی) مبارک: جاننا چاہیے کہ لباس کے ابواب ازار کا لفظ استعمال فرمایا گیا ہے جس کے معنی تہبند (لنگی) کے ہیں اہل لغت نے لکھا کہ ہر وہ چیز جو بدن کو چھپالے اسے ازار کہتے۔ لیکن صاحبِ اتحافات الربانیہ لکھتے ہیں ما يستر أسفل البدن[55] وہ چیز (کپڑا) جو بدن کے نچلے حصے کو ڈھانپ دے۔

---

(54) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية, المقصد الثالث, الفصل الثالث فيما تدعو ضرورته إليه صلى الله عليه وسلم إلخ, النوع الثاني في لباسه صلى الله عليه وسلم وفراشه, 192/2, المكتبة التوفيقية القاهرة مصر.

(55) الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية, باب ما جاء في صفة إزار رسول الله صلي الله عليه وسلم, صفحه نمبر 108, المكتبة التجارية مصطفي احمد الباز مكة المكرمة, الطبعة الأولى. 1413هـ 1993م

یاد رہے وہ ازار جو عجمیوں کے عرف میں ہے اور اہل عرب اسے سراویل کہتے ہیں اور جسے ہم پائجامہ, شلوار کہتے ہیں۔(پائجامہ, شلوار کا بیان آتا ہے)

★علامہ امام یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی لنگی تہبند چار ہاتھ لمبی اور دو ہاتھ ایک بالشت چوڑی ہوتی تھی۔ جبکہ چادر مبارک چھ ہاتھ لمبی اور تین ہاتھ چوڑی ہوتی تھی۔[56] (انوار غوثیہ شرح شمائل ترمذی)

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی تہبند (لنگی) نصف پنڈلی تک ہوتی تھی اور فرمایا۔ **هٰكَذَا كَانَتْ إِزْرَةُ صَاحِبِيْ يعني النبي ﷺ ۔**[57] (شمائل ترمذی)

میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تہبند بھی اسی طرح ہوتی۔

★حضرت عبید بن خالد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تہبند نصف پنڈلی تک تھی۔[58] (شمائل ترمذی)

تہبند غرور یا تکبر کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے لٹکانا حرام ہے۔

★طبرانی میں سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے دیکھا کہ میرا تہبند ٹخنوں سے نیچے ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے ابن عمر (رضی اللہ عنہ)! جو کپڑا زمین سے چھو جائے وہ آتش دوزخ میں سے ہے۔[59]

★اور بخاری شریف میں ہے کہ تہبند کا جو حصہ ٹخنوں کے نیچے ہے وہ آگ میں ہے۔[60]

عورتوں کے لیے۔ یاد رہے یہ حکم مردوں کے لئے اور عورتوں کو لٹکانا اور لمبا رکھنا جائز ہے۔ اس کی دلیل میں یہ حدیث مبارکہ ہے جب سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عورتیں کیا کریں؟ فرمایا ایک بالشت تک بڑھالیں۔ عرض کیا اب بھی پاؤں برہنہ رہتے ہیں فرمایا ایک ہاتھ تک بڑھالیں اس سے زیادہ نہ کریں۔[61] یہ حکم تہبند اور قمیض کے دامن کا ہے ظاہر ہے کہ زمین سے دامن چھونا عورتوں کے لئے جائز ہے۔

---

(56)انوار غوثیہ شرح شمائل ترمذی, صفحہ نمبر 169, ضیاء الدین پبلی کیشنز کراچی.

(57)الشمائل المحمدية للترمذي, باب ما جاء في صفة إزار رسول الله صلى الله عليه وسلم, 85/1, رقم الحديث 114, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(58)الشمائل المحمدية للترمذي, باب ما جاء في صفة إزار رسول الله صلى الله عليه وسلم, 84/1, رقم الحديث 113, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(59)المعجم الكبير للطبراني, باب العين, عبد الله بن محمد بن عقيل عن ابن عمر, 387/12, رقم الحديث 13433, مكتبة ابن تيمية القاهرة, الطبعة الثانية.

(60)صحيح البخاري, كتاب اللباس, باب ما أسفل من الكعبين فهو في النار, 141/7, رقم الحديث 5787, دار طوق النجاة, الطبعة الأولى، 1422ه.

(61) سنن أبي داود, كتاب اللباس, باب في قدر الذيل, 65/4, رقم الحديث 4117, المكتبة العصرية صيدا بيروت.

جاننا چاہئے کہ اسبال یعنی لٹکانا تہبند کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ قمیص اور عمامہ کو بھی شامل ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کی صراحت آئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اسبال، تہبند، قمیص اور عمامہ میں ہے جو کوئی ان میں بطریق رعونت و تکبر گھسیٹتا ہے وہ آتش دوزخ میں سے ہے۔ (الحدیث)[62]

لیکن اکثر احادیث میں اسبال، تہبند میں آیا ہے یہ کثرت وجود کے اعتبار سے ہے اور لفظ ثوب کے ساتھ بھی مطلق آیا ہے لیکن حدیث کے مفہوم کا وجود، عمامہ میں مخفی رہتا ہے تو اس سے مراد عذبہ یعنی شملہ کی حد سے دراز ہے۔ اور آستین کو بڑھانا جیسا کہ اہل حجاز کی عام عادت ہے وہ بھی اس حکم میں داخل ہے۔

صاحب مواہب الدنیہ، نقل کرتے ہیں کہ یہ فراخ و دراز آستینیں تھیلیوں کی مانند اور برجوں کی مانند عمامے باندھنے کی رسم نوایجاد ہے۔ نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایسا کیا نہ کسی صحابی نے کیا۔ یہ سنت کے خلاف، غرور و تکبر کے زمرے میں ہے۔ اور بعض دیگر علماء سے نقل کر کے کہتے ہیں کہ کسی اہل فہم و بصیرت پر مخفی نہیں ہے کہ یہ لمبی لمبی آستینیں جو عام طور پر لوگوں میں رواج پا گئی اس میں اسراف اور مال کا ضیاع ہے جس کی ممانعت کی گئی ہے لیکن لوگوں کی ایک اصطلاح بن گئی ہے کہ ہر قوم کے کچھ شعار اور علامتیں ہوتی ہیں جس سے وہ پہچانے جاتے ہیں لیکن ان میں جو چیز غرور و تکبر کے طریقہ پر ہے اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور جو چیز بطریق عادت ہے اس میں حرمت اس وقت تک نہیں ہے جب تک کہ اس حد تک نہ پہنچے جس کا حکم لباس میں درازی و کشادگی میں ممانعت سے متعلق ہے اور قاضی عیاض سے منقول ہے کہ جو عادت سے زیادہ ہو اور لباس کی عام لمبائی و کشادگی سے زائد ہو اس میں کراہت ہے۔ (مدارج)[63]

علماء کے اقوال، درازی و کشادگی کی حرمت و کراہت میں صریح ہیں لیکن لفظ عادت و معتاد کے داخل کرنے میں ایک قسم کے جواز کا اشارہ ہے اس میں انہیں معذور گردانتے ہیں۔

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی مدارج میں وضاحت فرماتے ہیں کہ حرمین شریفین زادہما تعظیما و تشریفاً کے بعض اکابر سے سنا گیا ہے وہ فرماتے ہیں لباس کا یہ انداز ہمارا عرف و شعار ہو گیا ہے اگر نہ کریں تو ہم پہچانے نہ جائیں اور ہماری عزت ختم ہو جائے لیکن کلام اس میں ہے کہ ایسا عرف و شعار کیوں بنایا گیا ہے جو خلاف سنت ہے واللہ اعلم۔

اگر تکبر اور غرور کی نیت سے نہ ہو تو؟ بہر حال تہبند وغیرہ میں اسبال و درازی کی حرمت و کراہت کے سلسلے میں جو کچھ آیا ہے وہ تکبر اور تزئین کی نیت کے ساتھ مقید ہے۔ اور جہاں ایسا قصد نہ ہو مثلاً سردی وغیرہ سے بچنا یا کوئی اور عذر وغیرہ تو وہ اس حکم میں داخل نہیں ہے۔[64]

(62) کتب احادیث میں اس روایت میں موجود آخری الفاظ ''وہ آتش دوزخ میں سے ہے'' نہیں ملے بلکہ اس کی جگہ یہ الفاظ ہیں: اللہ تعالی قیامت کے اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔

سنن أبي داود, كتاب اللباس, باب في قدر موضع الإزار, 60/4, رقم الحديث 4094, المكتبة العصرية صيدا بيروت.

(63) مدارج النبوت (مترجم), جلد 1، صفحہ نمبر 554, شبیر برادرز لاہور، جولائی 2004ء.

(64) مدارج النبوت (مترجم), جلد 1، صفحہ نمبر 554, شبیر برادرز لاہور، جولائی 2004ء.

★حدیث مبارک میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عادت و وضع ایسی ہو گئی تھی کہ آپ کا تہبند نیچے لٹکا کرتا تھا اور اسبال ہی کی صورت میں بیٹھ جایا کرتے تھے۔ جب اس بارے میں ممانعت واقع ہوئی تو آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اظہار کیا کہ میرے تہبند کی یہ حالت ہے میں کیا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم ان میں سے نہیں ہو جو مغرور و متکبر لوگوں کی عادت بنی ہوئی ہے۔ (65)

شلوار/پائجامه۔ اس میں اختلاف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پہنا ہے یا نہیں؟

اس پر بعض علماء کرام نے یقین کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے نہیں پہنا ہے۔

اور ابو یعلی موصلی اپنی مسند میں بسند ضعیف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک دن بازار گیا تو آپ ایک دکان میں تشریف فرما ہوئے پھر ایک سراویل (پائجامہ) چار درہم میں خریدا اور اہل بازار کا ایک (وزان) یعنی تولنے والا تھا جو درہم کو تولا کرتا تھا اس سے آپ نے ارشاد فرمایا: وزن کر اور خوب اچھی طرح ٹھیک وزن کر واس پر اس نے کہا میں نے اس طرح بات کسی سے نہیں سنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وّزان سے فرمایا تجھ پر افسوس ہے تو نہیں جانتا یہ ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ پھر تو وہ ترازو چھوڑ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک کی طرف جھکا اور چاہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک کو بوسہ دے۔ مگر آپ نے اپنا دست مبارک کھینچ لیا اور فرمایا اے فلاں! ایسا عجمی لوگ اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ میں بادشاہ نہیں ہوں میں تمہیں میں سے ایک شخص ہوں اور آپ نے سراویل (شلوار) لے لی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے چاہا کہ میں اٹھا لوں۔ فرمایا مال کا مالک زیادہ حقدار ہے کہ وہ خود اپنے مال کو اٹھائے مگر یہ کہ وہ کمزور یا مجبور ہو۔ اور اٹھانے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو ایسے مسلمان بھائی کی مال کے اٹھائے جانے میں مدد کرنی چاہئے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا پہننے کے لئے سراویل خرید فرمائی ہے۔ فرمایا ہاں! میں اسے سفر و حضر اور دن اور رات میں پہنوں گا۔ اس لئے مجھے خوب ستر پوشی کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اس سے بہت ستر پوش کوئی دوسرا لباس نہیں دیکھا۔ (66) اس حدیث کو بکثرت محدثین نے بسند ضعیف روایت کیا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس کو خرید نا صحت کے ساتھ ثابت ہے۔ اور ہدایہ میں ہے کہ اس کا خرید نا پہننے کے لئے تھا۔ روایت کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پہنا اور آپ کی اجازت سے صحابہ نے بھی پہنا۔ (67) (واللہ تعالیٰ اعلم)

انتباہ۔ اس حدیث مبارکہ کو وہابی دیوبندی ہاتھوں کو بوسہ نہ دینے پر دلیل کے لیے پیش کریں گے مگر یادر ہے اس موقعہ پر آپ نے بادشاہوں امراء دنیاداروں کے ہاتھوں کو بوسہ دینے کی نفی فرمائی ہے جیسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو باراز سے خریدا گیا سامان اٹھانے سے منع فرمایا تو یہاں کمزور اور

---

(65) صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب من جر إزاره من غير خيلاء، 141/7، رقم الحديث 5784، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، 1422ھ.

(66) مسند أبي يعلى الموصلي، تابع مسند أبي هريرة رضي الله عنه، 23/11، رقم الحديث 6162، دار المأمون للتراث دمشق، الطبعة الأولى، 1984/1404.

(67) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد الثالث، الفصل الثالث فيما تدعو ضرورته إليه صلى الله عليه وسلم إلخ، النوع الثاني في لباسه صلى الله عليه وسلم وفراشه، 212/2، المكتبة التوفيقية القاهرة مصر.

محتاجوں کی مدد کی ترغیب مراد ہے۔ ویسے بھی محدثین کرام نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے تاہم وہابی اعتراض کرنے کے استاد ہیں فقیر نے وضاحت کر دی ہے مزید تحقیق کے لیے فقیر کی کتاب "بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا کیسا؟" میں دیکھیں۔

شلوار وقمیص: اور وہ لباس آج کل لوگوں میں مشہور اور عام ہے (یعنی شلوار قمیص، کرتہ) دو مرتبہ سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے استعمال نہیں فرمایا۔ ایک بار اس وقت پہنا جب شاہ حبشہ نجاشی نے تحفہ آپ کی خدمت میں بھجوایا اسے آپ نے ایک بار پہن کر حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو عطاء فرما دیا۔ دوسری مرتبہ یمن سے آنے والے تحائف اور ہدیے میں آیا اسے ایک بار پہن کر حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو عطاء فرما دیا۔

قمیص / کرتہ مبارک: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا محبوب ترین لباس قمیص مبارک تھی۔ اگرچہ تہبند اور چادر شریف بھی بہ کثرت زیب تن فرماتے تھے لیکن قمیص کا پہننا زیادہ پسندیدہ تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیراہن مبارک سوتی اور تنگ دامن و آستین والا تھا[(68)] اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قمیص مبارک میں تکمے یعنی گھنڈیاں لگی ہوئی تھیں۔

قمیص میں گریبان / جیب مبارک۔ آپ کی قمیص مبارک کا گریبان سینے کے بائیں جانب بنایا جاتا تھا اور اس کے باندھنے کی جگہ دائیں جانب ہوتی تھی۔ حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق مدارج میں فرماتے ہیں کہ بلاشبہ علماء کرام، محدثین عظام اور دیار عرب کے تمام حصوں میں معروف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قمیص مبارک میں سینہ کے مقام پر جیب تھی اور یہ قمیص کی سنت ہے یہ جو ماوراالنہر[(69)] اور پاک وہند کے لوگوں میں معروف و مشہور ہے کہ گردن کے دونوں طرف دو تکمہ لگاتے ہیں عرف عرب میں یہ عورتوں کے ساتھ مشہور ہے اور مردوں کے سینہ پر تکمہ ہوتے ہیں اور ان شہروں میں اصطلاح اس کے برعکس ہے۔[(70)] (مدارج النبوت حصہ اول)

حکایت: حضرت الشاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج میں فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ ایک دن میں حرم شریف میں ایک ہندی رفیق کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا جس کی قمیص میں ہمارے ملک کے دستور کے مطابق تسمے لگے ہوئے تھے تو ایک عربی عالم بار بار میرے آگے آتا جاتا اور اس ہندی شخص کو دیکھتا۔ اس عرب سے کہا گیا یا سیدی کیا دیکھتے اور کیا جستجو فرماتے ہو؟ اس عالم نے کہا اس شخص کو شرم نہیں معلوم ہوتی کہ عورتوں جیسا لباس پہنے حرم الٰہی میں بیٹھا ہوا ہے۔[(71)]

حضرت معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں آیا تاکہ آپ کی متابعت کروں اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ کے پیراہن شریف کے تکمے کھلے ہوئے ہیں تو میں نے آپ کی قمیص مبارک کی جیب میں ہاتھ ڈال کر مہر نبوت کو

---

(68) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية, المقصد الثالث, الفصل الثالث فيما تدعو ضرورته إليه صلى الله عليه وسلم إلخ, النوع الثاني في لباسه صلى الله عليه وسلم وفراشه, 191/2, المكتبة التوفيقية القاهرة مصر.

(69) ماوراءالنہر (Transoxiana) وسط ایشیا کے ایک علاقے کو کہا جاتا ہے جس میں موجودہ ازبکستان، تاجکستان اور جنوب مغربی قازقستان شامل ہیں۔

(70) مدارج النبوت (مترجم)، جلد 1، صفحہ نمبر 555، شبیر برادرز لاہور، جولائی 2004ء۔

(71) مدارج النبوت (مترجم)، جلد 1، صفحہ نمبر 555، شبیر برادرز لاہور، جولائی 2004ء۔

چھوا۔[72] اسے ترمذی نے روایت کیا۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بتا رہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قمیص مبارک میں جیب تھی اور جسے اس کا علم نہیں وہ اس کے برعکس خیال کرتا ہے۔[73]

تہبند اور چادر مبارک ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چادر شریف کی لمبائی چار گز شرعی اور اس کا عرض دو گز شرعی اور ایک بالشت تھا۔[74]

چادر مبارک کے متعلق چند روایات

★ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ اِزار (زیر جامہ) لئے ہوئے تھے۔ جو جنبش کرتا تھا۔[75]

★ مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے تہبند کو سامنے کی جانب لٹکاتے۔ اور عقَب (پس پشت) میں اونچا رکھتے تھے۔[76]

★ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو زیر ناف تہبند باندھے دیکھا ہے اور آپ کی ناف ظاہر تھی۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ناف کے اوپر تہبند باندھے دیکھا ہے۔[77]

★ ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب مرقع میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے لیئے تہبند اور چادر نکال کر دکھایا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسی حالت کے ساتھ ان کپڑوں میں رحلت فرمائی ہے۔[78]

لباس نبوی ﷺ سے برکات اور صحابہ کرام

★ سیدہ اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جبہ شریف تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال باکمال ہوا تو اسے میں نے لے لیا اور **فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى يُسْتَشْفٰى بِهَا** ہم بیماروں کی شفا کی خاطر اسے دھو کر پلاتے ہیں تو شفاء ہو جاتی ہے۔[79] (مسلم شریف ج ۲۔ مدارج النبوت ج اول)

---

(72) الشمائل المحمدية للترمذي, باب ما جاء في لباس رسول الله صلى الله عليه وسلم, 55/1, رقم الحديث 57, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(73) الحاوي للفتاوى, الفتاوى الحديثية, كتاب الأدب والرقائق, كشف الريب عن الجيب, 112/2, دار الفكر للطباعة والنشر بيروت لبنان, 1424ھ 2004م.
مدارج النبوت (مترجم), جلد 1، صفحہ نمبر 555, شبیر برادرز لاہور، جولائی 2004ء۔

(74) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية, المقصد الثالث, الفصل الثالث فيما تدعو ضرورته إليه صلى الله عليه وسلم إلخ, النوع الثاني في لباسه صلى الله عليه وسلم وفراشه, 199/2, المكتبة التوفيقية القاهرة مصر.

(75) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية, المقصد الثالث, الفصل الثالث فيما تدعو ضرورته إليه صلى الله عليه وسلم إلخ, النوع الثاني في لباسه صلى الله عليه وسلم وفراشه, 199/2, المكتبة التوفيقية القاهرة مصر.

(76) الطبقات الكبرى لابن سعد, ذكر لباس رسول الله صلى الله عليه وسلم, صفة أزرته صلى الله عليه وسلم, 355/1, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى، 1410ھ 1990م.

(77) الطبقات الكبرى لابن سعد, ذكر لباس رسول الله صلى الله عليه وسلم, صفة أزرته صلى الله عليه وسلم, 356/1, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى، 1410ھ 1990م.

(78) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية, المقصد الثالث, الفصل الثالث فيما تدعو ضرورته إليه صلى الله عليه وسلم إلخ, النوع الثاني في لباسه صلى الله عليه وسلم وفراشه, 198/2, المكتبة التوفيقية القاهرة مصر.

(79) صحيح مسلم, كتاب اللباس والزينة, باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة إلخ, 2069/3, رقم الحديث 2069, دار إحياء التراث العربي بيروت.
مدارج النبوت (مترجم), جلد 1، صفحہ نمبر 556, شبیر برادرز لاہور، جولائی 2004ء۔

★حضرت محمد بن جابر کے والد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قمیص مبارکہ کا ایک حصہ (ٹکڑا) میرے پاس تھا نَغْسِلُهَا لِلْمَرِيْضِ يُسْتَشْفٰى بِهَا[80] (ابن عدی، الاصابہ)

ہم اسے دھو کر بیماروں کو پلاتے تو شفا ہو جاتی ہے۔

★حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت جعفر اور حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنھا کا جب وصال ہوا تو إِنَّمَا اَلْبَسْتُهَا قَمِيْصِيْ آپ نے اپنا قمیص مبارک ان کو بطور کفن پہنایا صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کی کیا وجہ ہے فرمایا کہ اپنی قمیض سے ان کو کفن دینے سے مراد یہ تھی کہ ہرگز آتش دوزخ ان کے بدن کو مساس (مس) نہ کرے میرے اپنا پیراہن پہنانے کی وجہ حلہ ہائے بہشت ان کو نصیب ہوں۔ چنانچہ ان کی تدفین کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام حاضرِ خدمت ہوئے أَخْبَرَنِي عَنْ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ أَنَّهَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ مجھے میرے رب کی طرف سے خبر دی کہ یہ بی بی جنتی ہے۔[81]

(المستدرک ج۳۔ الاستعاب ج۳۔ حلیۃ الاولیاء ج۳)

فائدہ: ان احادیث مبارکہ سے تبرکات میں برکتوں کا ثبوت واضح ہے۔ مزید تفصیل کے لیے فقیر کی کتاب "البرکات فی التبرکات" کا مطالعہ کریں۔

جبہ شریف: آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لباس میں جبہ کا ذکر بھی ملتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رومی جبہ تنگ آستین کا پہنا ہے اور وضو کے وقت دستہائے مبارک کو آستین سے نکال کر جبہ کو کندھوں یا پشت پر ڈال لیتے اس کے بعد ہاتھوں کو دھوتے۔ یہ حالت سفر کی تھی کیونکہ سفر میں آپ تنگ لباس پہنا کرتے تھے۔

مختلف ملبوساتِ نبوی

★حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حِبرہ پہننے کو پسند فرماتے تھے۔[82] یہ ایک قسم کی چادر ہے جس میں سرخ دھاریاں تھیں۔

جیسے میرے سرکار ہیں ویسا نہیں کوئی

---

(80)الكامل في ضعفاء الرجال, 342/7, الكتب العلمية بيروت لبنان, الطبعة الأولى. 1418ه 1997م.

الإصابة في تمييز الصحابة, 194/3, رقم الترجمة 3639, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى, 1415ه.

(81)المستدرك على الصحيحين, كتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم, ومن مناقب أمير المؤمنين علي بن أبي طالب رضي الله عنه مما لم يخرجاه, 116/3, رقم الحديث 4574, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى. 1411/1990.

الاستيعاب في معرفة الأصحاب, 1891/4, رقم الترجمة 4052, دار الجيل بيروت, الطبعة الأولى. 1412ه 1992م.

حلية الأولياء وطبقات الأصفياء, 121/3, دار الكتاب العربي بيروت.

(82)سنن الترمذي, أبواب اللباس, باب ما جاء في أحب الثياب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم, 249/4, رقم الحديث 1787, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر, الطبعة: الثانية. 1395ه 1975م.

★حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا اور آپ کے جسم اطہر پر سرخ جوڑا تھا تو میں کبھی آپ کو دیکھتا تھا اور کبھی چاند کو فرماتے ہیں: فَإِذَا هُوَ عِنْدِي أَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ [83] (ترمذی۔دارمی۔مشکوۃ شریف مدارج النبوت)

بالآخر میرے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چاند سے زیادہ حسین تھے۔

★حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی کو نہ دیکھا[84] ایک روایت میں ہے کہ کسی چیز کو نہ دیکھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سرخ جوڑے میں آپ سے زیادہ حسین ہو۔[85]

★ایک روایت میں ہے کہ میں نے کسی خَم دار (بل کھائی ہوئی) زلفوں والے کو سرخ جوڑے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ خُوش تَر (خوبصورت) نہیں دیکھا۔[86]

★حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عیدین اور جمعہ میں اپنے سرخ حلہ کو پہنا کرتے تھے۔[87] حلہ جوڑے کو کہتے ہیں جس میں چادر اور تہبند ہوتا ہے حلہ یعنی جوڑا دو کپڑے کو کہتے ہیں۔ یا اس کپڑے کو جو ستر دار ہو اور حمراء یا احمر اس کپڑے کو کہتے ہیں جس میں سرخ دھاریاں ہو جیسا کہ آج بھی ہمارے ملک میں ہوتا ہے۔ اور یہی وہ چادر شریف ہے جو "بردیمانی" کے نام سے مشہور ہے کیونکہ اس میں سرخ دھاریاں تھیں۔ اس سے وہ خالص سرخ رنگ مراد نہیں ہے جس کی ممانعت کی گئی ہے۔

ازالہ وھم: بعض لوگوں کو اس حدیث سے اشتباہ ہوتا ہے کہ سرخ لباس جائز ہے یہ خطا ہے سرخ سے مراد وہی ہے کہ سرخ دھاریاں تھیں۔

★ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک مرتبہ سیاہ چادر زیب تن فرمائی میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ آپ کے جسم پر کیسی خوب لگ رہی ہے آپ کی رنگت مبارک کی سفیدی اس کی سیاہی سے اور اس کی سیاہی آپ کی سفیدی سے مل کر یوں نظر آتی ہے جیسے سیاہ بادل کے درمیان سورج چمک رہا ہو (الوفا)

---

(83)سنن الترمذي , أبواب الأدب , باب ما جاء في الرخصة في لبس الحمرة للرجال , 118/5 , رقم الحديث 2811 , شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر , الطبعة: الثانية، 1395 ه 1975 م.

سنن الدارمي , كتاب دلائل النبوة , باب في حسن النبي صلى الله عليه وسلم , 202/1 , رقم الحديث 58 , دار المغني للنشر والتوزيع المملكة العربية السعودية , الطبعة الأولى ، 1412 ه 2000 م.

مشكاة المصابيح , كتاب الفضائل والشمائل , باب أسماء النبي صلى الله عليه وسلم وصفاته , الفصل الثاني , 1613/3 , رقم الحديث 5794 , المكتب الإسلامي بيروت , الطبعة الثالثة ، 1985.

مدارج النبوت (مترجم) , جلد 1 ، صفحه نمبر 556 , شبیر برادرز لاہور ، جولائی 2004ء.

(84)صحيح البخاري , كتاب اللباس , باب الجعد , 161/7 , رقم الحديث 5901 , دار طوق النجاة , الطبعة الأولى ، 1422ه.

(85)صحيح البخاري , كتاب المناقب , باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم , 188/4 , رقم الحديث 3551 , دار طوق النجاة , الطبعة الأولى ، 1422ه.

(86)صحيح مسلم , كتاب الفضائل , باب في صفة النبي صلى الله عليه وسلم وأنه كان أحسن الناس إلخ , 1818/4 , رقم الحديث 2337 , دار إحياء التراث العربي بيرو

(87)السنن الكبرى للبيهقي , كتاب الجمعة , باب ما يستحب من الارتداء ببرده , 350/3 , رقم الحديث 5984 , دار الكتب العلمية بيروت لبنان , الطبعة الثالثة ، 1424 ه 2003 م.

خالص سرخ رنگ کی ممانعت: صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے جسم پر سرخ رنگ کا لباس دیکھ کر فرمایا یہ کفار کا لباس ہے اسے نہ پہنو۔[88]

★عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اس وقت میرے جسم پر سرخ رنگ کا لباس تھا۔آپ نے فرمایا تم نے اسے کہاں سے لیا ہے؟ میں نے عرض کیا میری بیوی نے میرے لئے بنا ہے فرمایا اسے جلا دو۔[89]

سبز رنگ کا لباس: سبز رنگ کے بارے میں حضرت ابو رمثہ کی حدیث میں واقع ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا ہے آپ کے جسم اطہر پر دو سبز چادریں تھیں۔[90]

★اور عطاء بن ابی یعلی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ طواف میں سبز چادر شریف سے اضطباع کئے ہوئے تھے۔[91]

★حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دو سبز رنگ کی چادروں میں ملبوس دیکھا۔[92] (ترمذی شریف)

اس سے مراد ایسی چادر ہے جس میں سبز دھاریاں تھیں۔اگرچہ یہ جگہ خالص سبز ہونے کا بھی احتمال رکھتی ہے۔لیکن دیار عرب میں یہی معنی مشہور و معروف ہیں اور زرد رنگ بھی اسی معنی میں ہے کہ زرد رنگ کی دھاریاں تھیں۔بعض لوگ حلہ یعنی جوڑے کے معنی ریشمی کپڑا سمجھتے ہیں۔یہ بھی غلط ہے تحقیق وہی ہے جو مذکور ہو چکی ہے۔

مرد کے لیے سرخ رنگ کا لباس؟: صاحب مواہب نے امام نووی سے سرخ رنگ کے بارے میں علماء کا اختلاف نقل کیا ہے۔چنانچہ صحابہ و تابعین اور ان کے بعد کے علماء کی ایک جماعت نے مباح قرار دیا ہے۔اور کہا ہے کہ اس کے قائل، امام شافعی، امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمھم اللہ ہیں۔لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ غیر سرخ لباس افضل ہے۔اور ایک روایت میں سرخ کپڑا گھروں میں اور سراؤں[93] میں پہننا جائز رکھا ہے۔اور محفلوں اور بازاروں میں مکروہ قرار دیا ہے۔اور ایک جماعت اس پر ہے کہ یہ مکروہ بکراہت تنزیہی ہے۔اور ممانعت کو اسی پر محمول کرتے ہیں۔اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سرخ جوڑا پہننا ثابت ہو چکا ہے۔[94]

---

(88) یہاں کاتب کی غلطی ہے۔یہ واقعہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا نہیں بلکہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کا ہے۔

صحيح مسلم , كتاب اللباس والزينة , باب النهي عن لبس الرجل الثوب المعصفر , 1647/3 , رقم الحديث 2077 , دار إحياء التراث العربي بيروت.

(89) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية , المقصد الثالث , الفصل الثالث فيما تدعو ضرورته إليه صلى الله عليه وسلم إلخ , النوع الثاني في لباسه صلى الله عليه وسلم وفراشه , 197/2 , المكتبة التوفيقية القاهرة مصر.

(90)الشمائل المحمدية للترمذي , باب ما جاء في صفة إزار رسول الله صلى الله عليه وسلم , 84/1 , رقم الحديث 113 , دار إحياء التراث العربي بيروت.

(91)سنن أبي داود , كتاب المناسك , باب الاضطباع في الطواف , 177/2 , رقم الحديث 1883 , المكتبة العصرية صيدا بيروت.

(92)سنن الترمذي , أبواب الأدب , باب ما جاء في الثوب الأخضر , 119/5 , رقم الحديث 2812 , شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر , الطبعة: الثانية, 1395 ه 1975 م

(93) قدیم زمانے میں آتے جاتے مسافروں کے ستانے اور ٹھہرنے کی جگہ

(94) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية , المقصد الثالث , الفصل الثالث فيما تدعو ضرورته إليه صلى الله عليه وسلم إلخ , النوع الثاني في لباسه صلى الله عليه وسلم وفراشه , 197/2 , المكتبة التوفيقية القاهرة مصر.

اس کا جواب دیا جاچکا ہے یعنی خالص سرخ نہ تھا بلکہ سرخ دھاریاں تھیں اور بعض نے اس ممانعت کو حج وعمرے کے احرام پہننے والوں پر محمول کیا ہے یہ بھی ایک تکلف ہے اس تخصیص پر کوئی دلیل نہیں ہے اور مذہب حنفی میں بھی کئی قول ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ یہ مکروہ بکراہت تحریمی ہے اور اس کے ساتھ بکراہت نماز جائز ہے۔اور شیخ قاسم حنفی جو ائمہ احناف اور ان کے محققین میں سے ہیں مصر میں تھے انہوں نے تحقیق کی ہے کہ سرخ لباس رنگ کی بناء پر مکروہ ہے خواہ زعفرانی ہو یا غیر زعفرانی۔

صاحب مواہب کہتے ہیں کہ بیہقی نے "معرفت سنن" میں مسئلہ کا اتفاق کیا ہے اور کہا ہے کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو زعفران میں رنگے ہوئے کپڑے سے منع کیا ہے اور زعفرانی کو مباح قرار دیا ہے۔انہوں نے فرمایا میں نے زعفران میں رنگے ہوئے کپڑے پہننے کی اجازت اسی بناء پر دی ہے کہ میں نے کسی ایک کو ایسا نہ پایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ممانعت اس بارے میں بیان کرے۔بجز اس قول کے جو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے اس سے منع فرمایا اور ہم نہیں کہتے کہ تمہیں بھی منع کیا ہے۔

اور بیہقی فرماتے ہیں کہ بلاشبہ ایسی احادیث وارد ہیں جو علیٰ العموم مخالفت پر دلالت کرتی ہیں اور بیہقی نے مسلم کی حدیث بیان کی کہ "یہ کفار کے لباس سے ہے" اس کے بعد بیہقی نے اور احادیث بیان کرکے کہا کہ اگر یہ امام شافعی رحمہ اللہ کو پہنچتیں تو یقیناً وہ اس کے قائل ہو جاتے۔اس کے بعد بیہقی نے اپنی اسناد کے ساتھ ذکر کیا کہ امام شافعی رحمہ اللہ سے یہ بات صحت کو پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا جس وقت میرے قول کے خلاف کوئی حدیث صحت کو پہنچے تو اس حدیث پر عمل کرو اور میرے قول کو چھوڑ دو اور بیہقی فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے مرّہ عِفرٌ(زرد) میں سنت کا اتباع کیا ہے اور فرمایا میں نے جو اس شخص کو منع کیا ہے وہ زعفرانی رنگ کے ساتھ ہے اور میں اسے حکم دیتا ہوں کہ وہ زعفرانی رنگ کو دھو ڈالے۔حالانکہ ان کی متابعت معصفر میں اولی تھی۔[95] لہٰذا معلوم ہوا کہ زعفرانی اور مرّہ عِفرٌ(زرد) کپڑا ممنوع ہے۔

کمبل مبارک: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم موسم کے لحاظ سے کبھی کالی کملی بھی اوڑھا کرتے تھے۔

★ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صبح کے وقت باہر تشریف لے جاتے تو آپ پر کالی کملی ہوتی۔[96]

★انہیں سے راویت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک مسجد شریف میں تشریف لے گئے اور آپ نے اُون سے بنا ہوا کمبل اوڑھ رکھا تھا۔

ایسا لباس جو غیروں کے مشابہ ہو؟ بدقسمتی سے ہمارے مسلمان اسلامی لباس سے بیگانے ہوتے جارہے ہیں یہود ہنود کا لباس پہن کر فخر محسوس کرتے ہیں جبکہ احادیث مبارکہ میں غیروں کی مشابہت سے منع کیا گیا جیسا کہ ابوداؤد وحاکم کی حدیث میں ہے کہ **من تشبه بقوم فهو منهم**۔[97]

---

(95) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية, المقصد الثالث, الفصل الثالث فيما تدعو ضرورته إليه صلى الله عليه وسلم إلخ, النوع الثاني في لباسه صلى الله عليه وسلم وفراشه, 197/2, المكتبة التوفيقية القاهرة مصر.

(96) صحيح مسلم, كتاب اللباس والزينة, باب التواضع في اللباس إلخ, 1649/3, رقم الحديث 2281, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(97) سنن أبي داود, كتاب اللباس, باب في لبس الشهرة, 44/4, رقم الحديث 4031, المكتبة العصرية صيدا بيروت.

جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اسی میں سے ہے۔

اور ترمذی کی حدیث میں ہے: لیس منا من تشبہ بغیرنا۔[98]

وہ ہم میں سے نہیں جس نے ہمارے غیروں کی مشابہت اختیار کی۔

ایسی پاکیزہ لطافت پہ لاکھوں سلام۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ مخلوقات میں اطیب والطف ہیں اس لئے اس کی علامت آپ کے بدن شریف میں ظاہر تھی کہ آپ کے جسم اطہر سے لگنے کی وجہ سے آپ کے کپڑے میلے نہ ہوتے تھے۔ اور نہ آپ کے لباس مبارک پر جوں پڑتی تھی اور نہ کپڑوں پر اور نہ آپ کے جسم اطہر پر مکھی بیٹھی تھی جیسا کہ بے شمار احادیث مبارک میں آیا ہے۔(تفصیل کے لیے فقیر کی کتاب "خوشبوئے رسول" کا مطالعہ کریں)۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ: حضرت الشیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج شریف میں ایک شبہ نقل فرمایا ہے کہ اس حدیث سے اشکال کیا جا سکتا ہے جسے امام احمد نے اپنی مسند میں اور ترمذی نے شمائل میں ذکر کیا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے کہ جب ان سے دریافت کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاشانہ اقدس میں تشریف فرما ہوتے تو آپ کے معمولات کیا ہوا کرتے تھے انہوں نے فرمایا:

كان رسول الله ﷺ يفلي ثوبه ويحلب شاته ويخصف نعله[99]

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کپڑوں میں جوں تلاش کرتے اور اپنی بکری کا دودھ دوہتے۔ اور اپنی نعلین مبارک کو سیا کرتے تھے۔

اس کے جواب میں علماء کرام فرماتے ہیں۔

(**نمبر ۱**) کہ شاید حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں میں کسی دوسرے شخص سے جوں آگئی ہو بغیر اس کے بدن لطیف سے پیدا ہوئی ہو۔

(**نمبر ۲**) اور یہ بات بھی ممکن ہے کہ یوں کہا جائے کہ اس جگہ لفظ "فلی" کا اطلاق خس و خاشاک کے چننے پر اور ان چیونٹیوں کے تلاش کرنے پر ہے جو زمین سے عموماً کپڑوں میں چڑھ آتی ہیں بطور مجاز ہو۔

(۳) ایک "فلی" کی صورت یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے لباس مبارک کی دیکھ بھال فرمایا کرتے اور اسے اس طرح پاک و صاف فرماتے جس طرح عام طور سے لوگ کپڑوں میں جوں تلاش کرتے ہیں اس مسکین (یعنی الشیخ محقق شاہ عبدالحق صاحب مدارج النبوۃ) کے ذہن میں یہی معنی بیٹھتے اور قرار پکڑتے ہیں

(واللہ اعلم بحقیقۃ الحال علی وجہ الکمال)[100] (مدارج النبوت)

---

(98)سنن الترمذي, أبواب الاستيذان والآداب, باب ما جاء في كراهية إشارة اليد بالسلام, 56/5, رقم الحديث 2695, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر, الطبعة: الثانية, 1395 ھ 1975 م.

(99) مسند أحمد, مسند الصديقة عائشة بنت الصديق رضي الله عنهما, 269/41, رقم الحديث 24749, 263/43, رقم الحديث 26194, مؤسسة الرسالة, الطبعة الأولى, 1421 ھ 2001 م.

الشمائل المحمدية للترمذي, باب ما جاء في تواضع رسول الله صلى الله عليه وسلم, 194/1, رقم الحديث 325, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(100)مدارج النبوت (مترجم), جلد 1, صفحہ نمبر 559, شبیر برادرز لاہور, جولائی 2004ء.

انگوٹھی مبارک:

★ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لباس ہائے مبارک میں سے انگوٹھی بھی تھی جسے آپ پہنا کرتے تھے۔اس کا مختصر ذکر حاضر ہے۔

★ صحیحین میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور وہ آپ کے دست مبارک میں رہی آپ کے بعد حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی ان کے بعد امیر المؤمنین حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اس کے بعد حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی یہاں تک کہ وہ بیر اریس میں گر پڑی۔اس کے نگینہ پر "محمد رسول اللہ" کا نقش تھا۔[101]
(شمائل ترمذی)(بیر اریس ایک کنوئیں کا نام ہے جو مسجد قبا کی جانب تھا اب تو نجدیوں نے اس کا نشان تک بھی ختم کر دیا ہے)

★اس انگوٹھی کے گرنے کی تفصیل یوں ہے کہ یہ انگوٹھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں قبضہ وتصرف میں رہی سیدنا صیدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت تقریباً دو سال چند ماہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت دس سال اور چند ماہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس چھ سال رہی۔ جمع الوسائل میں ملا علی القادری فرماتے کہ تینوں خلفاء کرام أي بالختم به أو للتبرك[102] اس سے مہر فرماتے تبرک کے لیے اپنے پاس رکھتے۔ معلوم ہوا تبرکات کو محفوظ رکھنا صحابہ کرام کی سنت ہے۔

شیخ محقق شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃاللہ علیہ مدارج شریف میں ترمذی شریف کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں کہ یہ انگوٹھی "مُعَیْقِبْ" کے ہاتھ سے بیر اریس میں گر پڑی[103]، معیقب (حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام اور)، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خادم کا نام تھا۔ یہ بھی صحابی ہیں مروی ہے کہ اس انگوٹھی کو بہت تلاش کیا گیا اور کنوئیں کا پانی تین دن تک نکالا گیا اور اسے صاف کیا گیا مگر دستیاب نہ ہوئی۔

علماء فرماتے ہیں کہ اس انگوٹھی میں کچھ اسرار تھے جس سے کارہائے ملک وملت کا انتظام وابستہ تھا جس طرح کہ سلیمان علیہ السلام کی انگشتری میں صفت تھی کیونکہ اس انگوٹھی کے گم ہو جانے کے بعد ان کے ملک میں تفرقہ وفساد شروع ہوئے۔ جیساکہ مشہور ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی انگشتری گم ہو جانے کے بعد تفرقے اور فتنے ظہور پذیر ہوئے۔اس کی ابتداء حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ہوئی اور قیامت تک فتنے اور خون خرابے ہوتے رہیں گے۔

★ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَرِقٍ وَكَانَ فَصُّهُ حَبَشِيًّا[104] (شمائل ترمذی)

---

(101)صحيح البخاري, كتاب اللباس, باب خاتم الفضة, 156/7, رقم الحديث 5866, دار طوق النجاة, الطبعة الأولى, 1422ه.
صحيح مسلم, كتاب اللباس والزينة, باب لبس النبي صلى الله عليه وسلم خاتما من ورق إلخ, 1656/3, رقم الحديث 2091, دار إحياء التراث العربي بيروت.
الشمائل المحمدية للترمذي, باب ما جاء في ذكر خاتم رسول الله صلى الله عليه وسلم, 70/1, رقم الحديث 89, دار إحياء التراث العربي بيروت.
(102)جمع الوسائل في شرح الشمائل, باب ما جاء في ذكر خاتم رسول الله صلى الله عليه وسلم, 145/1, المطبعة الشرفية مصر.
(103)الشمائل المحمدية للترمذي, باب ما جاء في تختم رسول الله صلى الله عليه وسلم, 74/1, رقم الحديث 95, دار إحياء التراث العربي بيروت.
(104)صحيح مسلم, كتاب اللباس والزينة, باب في خاتم الورق فصه حبشي, 1656/3, رقم الحديث 2091, دار إحياء التراث العربي بيروت.

ترجمہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی انگوٹھی مبارک چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبشہ کا تھا۔

حبشی کے متعلق اقوال۔ بعض کہتے ہیں کہ سیاہ پتھر تھا بعض کہتے ہیں کہ وہ جو پتھر تھا حبشہ میں ہوتا ہے اور اس کی کان حبشہ میں تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا بنانے والا حبشی تھا۔ (105)

لوہے و دیگر دھات کی انگوٹھی کی ممانعت۔ متعدد احادیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی دیکھی فرمایا کیا بات ہے کہ میں تیرے پاس جہنمیوں کا زیور دیکھتا ہوں اس کے بعد اسے فرمایا چاندی کی انگوٹھی بنا اور اسے ایک مثقال یعنی ساڑھے تین ماشے سے زیادہ نہ کر۔ (106)

★حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس کے ہاتھ میں پیتل کی انگوٹھی تھی (جس سے بتوں کو ڈھالا جاتا تھا پیتل چونکہ سونے کا ہم رنگ ہوتا ہے اس لئے عربی میں پیتل کو "شبہ" کہتے ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا مجھے کیا ہوا کہ تجھ سے بتوں کی بُو پاتا ہوں یہ سنتے ہی اس شخص نے انگوٹھی کو پھینک دیا۔ پھر حاضر ہوا تو لوہے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "کیا ہے میں تجھ پر دوزخیوں کا لباس دیکھ رہا ہوں" اس شخص نے اس کو بھی اتار پھینکا اور دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں؟ فرمایا: چاندی کی اور ایک مثقال پورا نہ کر۔ (107) (ترمذی' ابوداود' مسلم)

فائدہ: مثقال تولنے کا ایک وزن ہے جو عرف عام میں ایک درہم (تقریباً ۳ماشے) کا ہوتا ہے (مصباح اللغات)

سونے کی انگوٹھی۔ اب رہی سونے کی انگوٹھی تو صحیحین میں حضرت براء ابن عازب اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سونے کی انگوٹھی کو منع فرمایا ہے۔ (108)

نیز صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اس کے بعد صحابہ نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر پر تشریف لائے اور اپنے ہاتھ مبارک سے اس انگوٹھی کو اتار پھینکا اور صحابہ کرام نے بھی نکال کے پھینک دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوانے سے منع فرمایا۔ (109) (بخاری، مسلم)

الشمائل المحمدية للترمذي, باب ما جاء في ذكر خاتم رسول الله صلى الله عليه وسلم, 68/1, رقم الحديث 82, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(105)مدارج النبوت (مترجم), جلد 1، صفحہ نمبر 559, شبیر برادرز لاہور، جولائی 2004ء.

(106)سنن النسائي, كتاب الزينة, مقدار ما يجعل في الخاتم من الفضة, 172/8, رقم الحديث 5195, مكتب المطبوعات الإسلامية حلب, الطبعة الثانية, 1406/1986.

مسند البزار, مسند بريدة بن الحصيب رضي الله عنه, 309/10, رقم الحديث 4430, مكتبة العلوم والحكم المدينة المنورة, الطبعة الأولى.

(107)سنن الترمذي, أبواب اللباس, باب ما جاء في خاتم الحديد, 248/4, رقم الحديث 1785, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر, الطبعة: الثانية, 1395 ه 1975 م.

سنن أبي داود, كتاب الخاتم, باب ما جاء في خاتم الحديد, 90/4, رقم الحديث 4223, المكتبة العصرية صيدا بيروت.

(108)صحيح البخاري, كتاب اللباس, باب خواتم الذهب, 155/7, رقم الحديث 5863, 5864, دار طوق النجاة, الطبعة الأولى, 1422ه.

صحيح مسلم, كتاب اللباس والزينة, باب طرح خاتم الذهب, 1654/3, رقم الحديث 2089, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(109)صحيح البخاري, كتاب اللباس, باب خواتم الذهب, 156/7, رقم الحديث 5866, دار طوق النجاة, الطبعة الأولى, 1422ه.

صحيح مسلم, كتاب اللباس والزينة, باب طرح خاتم الذهب, 1655/3, رقم الحديث 2091, دار إحياء التراث العربي بيروت.

ائمہ اربعہ اور اکثر علما کا مذہب یہی ہے کہ سونے کی انگوٹھی مرد کے لیے ناجائز ہے۔

صحابہ کا عشق۔ایک روایت میں ہے کہ جب صحابہ کرام نے اپنی سونے کی انگوٹھیاں نکال کے پھینکیں تو کسی صحابی نے اسے نہ اٹھایا۔ بعض نے کہا بھی کہ کیوں نہیں اٹھاتے تمہارا مال ہے انہوں نے جواب دیا ہم اسے ہر گز نہ اٹھائیں گے جس کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے اور اسے مکروہ جانا ہے۔ (مدارج النبوت)[110]

★حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اس کے ہاتھ سے نکال کر پھینک دی اور فرمایا "(کیا) تم میں سے کوئی ارادہ کرتا ہے کہ دوزخ کی آگ کا انگارہ اپنے ہاتھ میں لے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد اس سے کہا گیا کہ اپنی انگوٹھی اٹھالے اور (بیچ کر) فائدہ حاصل کر تو اس نے جواب دیا واللہ؛ میں اس انگوٹھی کو ہر گز نہ اٹھاؤں گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو پھینک دیا ہے۔ (مسلم)[111]

کاش ہمیں بھی اللہ تعالیٰ صحابہ کرام والا جذبہ نصیب فرمائے کہ جس چیز سے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منع فرمائیں اس سے باز آجائیں یہی ایمان ہے اسی میں دوجہان کی کامیابی و سرفرازی ہے۔

سونا اور حَرِیر (ریشم) مرد کے لیے حرام ہیں مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داہنے ہاتھ میں سونا لیا اور بائیں ہاتھ میں حریر اور فرمایا کہ میری امت کے مردوں پر یہ دونوں حرام ہیں۔[112]

عقیق کی انگوٹھی کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم عقیق کی انگوٹھی پہنو اور داہنا ہاتھ زینت کا زیادہ مستحق ہے۔[113]

ایک روایت میں ہے کہ عقیق کی انگوٹھی پہنو کیونکہ یہ محتاجی کو دور کرتا ہے۔[114]

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ وہ مبارک ہے۔[115]

---

(110)مدارج النبوت (مترجم)، جلد 1، صفحہ نمبر 560، شبیر برادرز لاہور، جولائی 2004ء۔

(111)صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب طرح خاتم الذهب، 1655/3، رقم الحديث 2090، دار إحياء التراث العربي بيروت.

(112)سنن ابن ماجه، كتاب اللباس، باب لبس الحرير والذهب للنساء، 1189/2، رقم الحديث 3595، دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي.

(113) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد الثالث، الفصل الثالث فيما تدعو ضرورته إليه صلى الله عليه وسلم إلخ، النوع الثاني في لباسه صلى الله عليه وسلم وفراشه، 207/2، المكتبة التوفيقية القاهرة مصر.

(114)كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، كتاب الزينة والتجمل من قسم الأقوال، الباب الثاني في أنواع الزينة، لبس الخاتم، 664/6، رقم الحديث 17286، مؤسسة الرسالة، الطبعة الطبعة الخامسة، 1401ه/1981م.

(115)شعب الإيمان، الملابس والزي والأواني وما يكره منها، فصل فيما ورد في خاتم الحديد والشبه، 361/8، رقم الحديث 5941، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية ببومباي بالهند، الطبعة الأولى، 1423ه 2003م.

اور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جس نے عقیق کی انگوٹھی پہنی وہ خیر دیکھے گا[116] اور احادیث میں بھی مروی ہیں لیکن علماء فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عقیق کی انگوٹھی پہننے کے بارے میں کچھ ثابت نہیں ہے۔[117] (مدارج النبوت)

(جمع الوسائل میں امام ملا علی القاری نے فرمایا کہ اس قسم کی روایات نہیں ہیں جیسا کہ حفاظ حدیث نے ذکر کیا)[118]

★اور چاندی کے نگ کی انگوٹھی کے بارے میں بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انگوٹھی بھی چاندی کی تھی اور نگ بھی چاندی کا تھا[119] اور مسلم میں ہے کہ انگوٹھی چاندی کی تھی اور نگ حبشی تھا[120] جیسا کہ گزرا علماء فرماتے ہیں کہ ممکن ہے دو انگوٹھی ہوں ایک ایسی اور دوسری ویسی۔[121] کبھی اسے پہنتے اور کبھی اسے۔

انگوٹھی بطور مہر استعمال فرماتے:

★حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قیصر و کسریٰ کے نام خط تحریر فرمانے کا ارادہ فرمایا تو عرض کیا گیا مہر کے بغیر خط قبول نہیں کرتے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس پر "محمد رسول اللہ" نقش کرایا[122] (مسلم شریف)

★حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس میں "محمد رسول اللہ" نقش کرایا۔ اور لوگوں کو منع فرما دیا کہ اپنی انگوٹھیوں میں اسے نقش نہ کریں۔[123]

★بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ كَانَ نَقْشُ الخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَرَسُولُ سَطْرٌ وَاللهِ سَطْرٌ[124] کہ انگوٹھی کا نقش تین سطر میں تھا۔ ایک سطر میں محمد، دوسری سطر میں رسول، اور تیسری سطر میں اللہ اور فتح الباری میں ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ کتابت اس طرح ہو گی کہ محمد کی سطر اوپر اور رسول کی سطر درمیان میں اور اس کے بعد اللہ اور فرمایا (لیکن بعض مشائخ کا یہ کہنا ہے) کہ اسم جلالت "اللہ" اوپر تھا اور اسم "محمد" نیچے اور درمیان میں "رسول" تھا۔ جبکہ بخاری کی روایت کا ظاہر اس کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ کہا گیا ہے کہ سطر اول محمد، سطر ثانی رسول اور سطر ثالث اللہ جیسا کہ صاحب مواہب نے فرمایا۔[125]

---

(116) المعجم الأوسط للطبراني, باب الالف, من اسمه أحمد, 39/1, رقم الحديث 103, دار الحرمين القاهرة.
(117) مدارج النبوت (مترجم), جلد 1، صفحہ نمبر 560, شبیر برادرز لاہور، جولائی 2004ء.
(118) جمع الوسائل في شرح الشمائل, باب ما جاء في ذكر خاتم رسول الله صلى الله عليه وسلم, 139/1, المطبعة الشرفية مصر.
(119) صحيح البخاري, كتاب اللباس, باب فص الخاتم, 156/7, رقم الحديث 5870, دار طوق النجاة, الطبعة الأولى. 1422ه.
(120) صحيح مسلم, كتاب اللباس والزينة, باب في خاتم الورق فصه حبشي, 1658/3, رقم الحديث 2094, دار إحياء التراث العربي بيروت.
(121) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية, المقصد الثالث, الفصل الثالث فيما تدعو ضرورته إليه صلى الله عليه وسلم إلخ, النوع الثاني في لباسه صلى الله عليه وسلم وفراشه, 208/2, المكتبة التوفيقية القاهرة مصر.
(122) صحيح مسلم, كتاب اللباس والزينة, باب في اتخاذ النبي صلى الله عليه وسلم خاتما إلخ, 1657/3, رقم الحديث 2092, دار إحياء التراث العربي بيروت.
(123) صحيح مسلم, كتاب اللباس والزينة, باب لبس النبي صلى الله عليه وسلم خاتما إلخ, 1656/3, رقم الحديث 2092, دار إحياء التراث العربي بيروت.
(124) صحيح البخاري, كتاب فرض الخمس, باب ما ذكر من درع النبي صلى الله عليه وسلم إلخ, 82/4, رقم الحديث 3106, دار طوق النجاة, الطبعة الأولى. 422
(125) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية, المقصد الثالث, الفصل الثالث فيما تدعو ضرورته إليه صلى الله عليه وسلم إلخ, النوع الثاني في لباسه صلى الله عليه وسلم وفراشه, 209/2, المكتبة التوفيقية القاهرة مصر.

★حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَهُ[126] (شمائل ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تھے تو انگشتری مبارک اتار کر تشریف لے جاتے۔[127] (ترمذی)

انگوٹھی کس ہاتھ میں؟ انگوٹھی پہننے کے باب میں اکثر اخبار وآثار اس طرح ہیں کہ داہنے ہاتھ میں بھی پہننا مروی ہے اور بائیں ہاتھ میں بھی۔ اور صاحب مواہب فرماتے ہیں کہ خواہ داہنے ہاتھ میں پہنے خواہ بائیں ہاتھ میں جائز ہے البتہ لوگوں کا اس میں اختلاف ہے کہ کون سے ہاتھ میں افضل ہے بعض کہتے ہیں کہ بائیں ہاتھ میں یہ نص امام احمد رحمہ اللہ کی ہے اور صالح بن امام احمد رحمہ اللہ کی روایت میں ان سے مروی ہے کہ میرے نزدیک بائیں ہاتھ میں پہننا اچھا ہے اور یہی مذہب امام مالک رحمہ اللہ کا ہے کہ بائیں ہاتھ میں پہنے۔ اسی طرح امام احمد وامام شافعی کا مذہب ہے۔ اور امام احمد رحمۃ اللہ کا ظاہر مذہب بھی یہی ہے۔[128] (واللہ اعلم)

★حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔[129] (ابوداود' نسائی')

★حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس انگلی میں انگوٹھی پہنتے تھے یہ کہہ کر انہوں نے بائیں ہاتھ کی چھنگلیا کی طرف اشارہ کیا۔[130] (مسلم)

اسی طرح ابوداؤد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔[131] بعض حفاظ حدیث بیان کرتے ہیں کہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا عام صحابہ وتابعین سے مروی ہے اور بعض علماء داہنے ہاتھ کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ قول حضرت ابن عباس اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم اجمعین کا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کو روایت کرتے ہیں اس لئے بعض حضرات کہتے ہیں کہ ممکن ہے کبھی داہنے ہاتھ میں پہنتے ہوں اور کبھی بائیں ہاتھ میں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ بائیں ہاتھ میں پہننا دونوں میں آخری ہے یعنی داہنے ہاتھ میں پہننا منسوخ ہے اور حق یہ ہے کہ اس کی صحت میں کلام ہے یہ سب باتیں مواہب میں مذکور ہیں۔

---

(126) الشمائل المحمدية للترمذي, باب ما جاء في ذكر خاتم رسول الله صلى الله عليه وسلم, 70/1, رقم الحديث 88, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(127) سنن الترمذي, أبواب اللباس, باب ما جاء في لبس الخاتم في اليمين, 229/4, رقم الحديث 1746, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر, الطبعة: الثانية, 1395 ه 1975 م.

(128) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية, المقصد الثالث, الفصل الثالث فيما تدعو ضرورته إليه صلى الله عليه وسلم إلخ, النوع الثاني في لباسه صلى الله عليه وسلم وفراشه, 210/2, المكتبة التوفيقية القاهرة مصر.

(129) سنن النسائي, كتاب الزينة, موضع الخاتم من اليد, 175/8, رقم الحديث 5204, مكتب المطبوعات الإسلامية حلب, الطبعة الثانية, 1406/1986.

سنن ابو داود میں یہ روایت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے مروی نہیں ملی بلکہ مولا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ملی ہے۔

سنن أبي داود, كتاب الخاتم, باب ما جاء في التختم في اليمين أو اليسار, 91/4, رقم الحديث 4226, المكتبة العصرية صيدا بيروت.

(130) صحيح مسلم, كتاب اللباس والزينة, باب في لبس الخاتم في خنصر من اليد, 1659/3, رقم الحديث 2095, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(131) سنن أبي داود, كتاب الخاتم, باب ما جاء في التختم في اليمين أو اليسار, 91/4, رقم الحديث 4227, المكتبة العصرية صيدا بيروت.

اور بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کبھی انگشتری میں یاد‌داشت کے لئے دھاگہ باندھتے تھے تاکہ فراموش نہ کر سکیں۔[132] دو انگوٹھی یا زیادہ پہننا مکروہ ہے۔ خصوصاً چاندی کی۔ یاد رہے کہ ایسا کرنا تعلیم امت کے لیے ہے ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں نسیان کہاں تفصیل کے لیے فقیر کی کتاب "این النسیان فی نبی آخر الزمان ﷺ" کا مطالعہ کریں۔

دراصل انگوٹھی پہننے میں بھی اختلاف ہے اکثر اس کو مباح رکھتے ہیں اور غیر مکروہ یعنی جائز اور بعض بقصد زینت مکروہ قرار دیتے ہیں اور بعضے (کچھ لوگ) مطلقاً مکروہ کہتے ہیں مگر بادشاہ، صاحب سلطنت اور حکم کے لئے مکروہ نہیں ہے۔

انگوٹھی پہننے کے فقھی مسائل: مردوں کو سونے کی انگوٹھی پہنا حرام ہے اور چاندی کی صرف ایک انگوٹھی ایک نگ والی جو وزن میں ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو پہن سکتے ہیں۔ کئی انگوٹھیاں یا ایک انگوٹھی کئی نگوں والی یا چھلے نہیں پہن سکتے ناجائز ہے۔ اور عورتیں سونا چاندی کی ہر قسم کی انگوٹھیاں اور چھلے پہن سکتی ہیں لیکن دوسری دھاتوں کی انگوٹھیاں مثلاً تانبا، پیتل، لوہا، اور جست وغیرہ تو مرد و عورت دونوں کے لیے ناجائز ہے۔ لڑکیوں کے لیے سونے چاندی کے زیورات پہننا جائز ہیں اور لڑکوں کے لیے حرام ہیں پہنانے والے گنہ گار ہونگے۔[133] (انوار شریعت)

مسئلہ۔ یاد رہے گھڑی کی زنجیر سونے، چاندی کی چین (زنجیر) مرد کو حرام اور دھاتوں کی ممنوع کی گئی ہیں ان کو پہن کر نماز اور امامت مکروہ تحریمی ہے۔ (بہار شریعت)

موزے شریف:

ساق اصل قدم شاخ نخل کرم — موزہ پائے اصابت پہ لاکھوں سلام

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے موزے پہنے ہیں اور اس پر مسح کرنا صحت کو پہنچا ہے۔

حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ نجاشی شاہ حبشہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے بطور نذرانہ سیاہ رنگ کے سادہ دو موزے بھیجے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں پہنا اور ان پر مسح فرمایا۔[134] (ابن ماجہ 'مدارج النبوت' شمائل ترمذی شریف)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے دو موزے بھیجے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں پہنا یہاں تک کہ وہ پھٹ گئے۔[135]

★ موزہ کو پہننے سے قبل جھاڑ لینا ضروری ہے۔

---

(132) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية, المقصد الثالث, الفصل الثالث فيما تدعو ضرورته إليه صلى الله عليه وسلم إلخ, النوع الثاني في لباسه صلى الله عليه وسلم وفراشه, 2/210, 211, المكتبة التوفيقية القاهرة مصر.

(133) انوار شریعت، زینت کا بیان، صفحہ نمبر 121، 122، مکتبہ جمال کرم لاہور۔

(134) سنن ابن ماجه, كتاب الطهارة وسننها, باب ما جاء في المسح على الخفين, 1/182, رقم الحديث 549, دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي.

مدارج النبوت (مترجم), جلد 1، صفحہ نمبر 560, شبیر برادرز لاہور، جولائی 2004ء۔

الشمائل المحمدية للترمذي, باب ما جاء في خف رسول الله صلى الله عليه وسلم, 1/61, رقم الحديث 69, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(135) سنن الترمذي, أبواب اللباس, باب ما جاء في لبس الجبة والخفين, 4/240, رقم الحديث 1769, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر, الطبعة: الثانية، 1395ه 1975م.

حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت امارث فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک درخت کے نیچے تشریف فرماتھے کہ آپ نے اپنے موزے طلب فرمائے۔ ابھی ایک موزہ ہی پہنا تھا کہ ایک کواء آیا اور دوسرا موزہ لے اڑا تھوڑا اوپر جا کر اس نے موزے کو زمین پر پھینک دیا اس میں سے ایک سانپ نکلا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اس کرامت سے اللہ تعالیٰ نے میرا اکرام فرمایا ہے۔ نیز فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہیے موزے کو جھاڑ کر پہنے۔[136] (خصائص کبریٰ)

فائدہ) جانور بھی ہمارے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غلامی کرتے ہیں اس طرح کے واقعات فقیر نے اپنی کتاب "باادب جانور بے ادب انسان" میں لکھے ہیں مطالعہ کریں۔

موزہ کے مسائل۔ موزہ کا مسح کرنا سنت سے ثابت ہے اس کا تارک گمراہ اور بدعتی ہی ہو سکتا ہے مکمل طہارت و وضو کے ساتھ پہنے گئے موزوں پر مسح جائز ہے معذور اور تیمم والا نہ ہو کیونکہ ان کی طہارت ناقص ہوتی ہے۔ البتہ اگر کوئی مسلمان پاؤں دھونے کے بعد موزہ پہنے اور پھر وضو مکمل کر لے تو صحیح ہے ہمارے امام (اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ) کے نزدیک حدث (وضو ٹوٹنے) لاحق ہونے کے بعد موزہ پر مسح جائز ہے۔ جراب پہنا بھی جائز ہے اور موزہ کے حکم میں جوتا پہننا سنت ہے۔

انتباہ۔ اس موزہ اور جراب پر مسح کرنے کا حکم ہے جو رنگے ہوئے چمڑے کے بنے ہوئے ہوں آجکل بعض ٹیڈی قسم کے مجتہد اونی کپڑے کی جرابوں پر مسح کرنے کے جواز کا فتویٰ دے رہے ہیں جو سراسر دھوکہ ہے اور ناجائز ہے۔ اس موضوع پر فقیر کا رسالہ "ترک الصواب فی مسح علی الجراب" خوب ہے مطالعہ کریں۔

نعلین مبارک: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نعلین شریف پہنا کرتے تھے اگر پاؤں کو بالکل ڈھانپ لے تو وہ موزہ کہلاتا ہے ورنہ نعلین کہتے ہیں۔

★ بخاری میں ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ:

كَيْفَ كَانَ نَعْلُ رَسُوْلِ اللّٰه ﷺ قَالَ لَهُمَا قِبَالَانِ[137] (شمائل ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نعلین شریف کیسی تھیں تو انہوں نے بتایا کہ اس میں دو تنیاں تھیں۔ یعنی ہر پاپوش مبارک میں دو تسمے تھے ایک تسمہ انگھوٹھا اور اس کی ساتھ والی انگلی میں تھا اور دوسرا تسمہ درمیان کی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی میں ہوتا تھا۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کو "اشراک" (یعنی جوتے کا تسمہ جو پشت قدم پر پڑتا ہے) بھی کہتے ہیں۔ (مدارج ا)

فائدہ: یہ جوتا مروجہ قینچی چپل یا ہوائی چپل سے مشابہ تھا۔

---

(136) الخصائص الكبرى، ذكر معجزاته في ضروب الحيوانات، باب قصة الطائر، 108/2، 109، دار الكتب العلمية بيروت.

(137) صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب قبالان في نعل ومن رأى قبالا واحدا واسعا، 154/7، رقم الحديث 5857، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، 1422ھ.
الشمائل المحمدية للترمذي، باب ما جاء في نعل رسول الله صلى الله عليه وسلم، 63/1، رقم الحديث 71، دار إحياء التراث العربي بيروت.

★ترمذی نے شمائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نعلین شریف کے دو تسمے تھے جو دوہرے تھے (یعنی ہر ہر تسمہ دو دو تسمہ تھے یعنی ہر تسمہ دوہرا تھا)۔[138] (شمائل ترمذی)

★اعلان نبوت سے قبل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عسرت کے باعث برہنہ پا بھی خرام فرمایا مگر اعلان نبوت کے بعد وصال شریف سوائے صحن کعبہ اور مقام عبادت کے کبھی ننگے پاؤں نہیں پھرے۔

★جوتا پہنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ دائیں سے پہننا شروع کرے یعنی دائیں پاؤں جوتے ڈالے۔ جوتا اتارنے پہلے بائیں پاؤں باہر نکالے۔

★حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تم میں جو کوئی جوتی پہنے اسے چاہئے کہ پہلے دائیں پاؤں سے شروع کرے اور جب اتارے تو بائیں سے۔ دائیں پاؤں جوتا پہنے میں مقدم اور نکالنے میں موخر ہونا چاہیے۔[139] (بخاری ومسلم ترمذی)

یاد رہے دائیں کا اصول صرف جوتے پہنے میں خاص نہیں بلکہ ہر وہ چیز جس کا پہننا زینت وآرام کے لیے ہو مثلاً لباس پہننا، مسواک یا کنگھی کرنا۔ ناخن تراشنے کا آغاز بھی دائیں طرف سے کرے

★ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم روف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کنگھی فرماتے نعلین شریف پہنتے اور اعضاء وضو دھونے میں حتی الوسع دائیں طرف کو پسند فرمایا کرتے تھے۔[140] (شمائل ترمذی باب ماجاء فی نعل رسول ﷺ)

★حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی ایک جوتا پہن کر نہ پھرے چاہیے کہ دونوں جوتے پہنے یا دونوں اتار دے۔[141] (شمائل ترمذی)

فائدہ) ایک جوتا پہنے سے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ غیر عادی عمل ہے اور گرنے کا بھی احتمال ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ایسا کرنا امراض پیدا کرنے کا باعث ہے۔

★جوتے پہنا سنت کے ساتھ راحت کا باعث بھی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنگ میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا کہ جوتے بہت زیادہ لے لیا کرو کیونکہ آدمی جب تک جوتے پہنے رہتا ہے گویا سوار ہوتا ہے۔[142] (مسلم)

---

(138)الشمائل المحمدية للترمذي, باب ما جاء في نعل رسول الله صلى الله عليه وسلم, 63/1, رقم الحديث 72, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(139)صحيح البخاري, كتاب اللباس, باب ينزع نعله اليسرى, 154/7, رقم الحديث 5855, دار طوق النجاة, الطبعة الأولى, 1422ه.

صحيح مسلم, كتاب اللباس والزينة, باب إذا انتعل فليبدأ باليمين إلخ, 1660/3, رقم الحديث 2097, دار إحياء التراث العربي بيروت.

سنن الترمذي, أبواب اللباس, باب ما جاء بأي رجل يبدأ إذا انتعل, 244/4, رقم الحديث 1779, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر, الطبعة: الثانية, 1395 ه 1975 م.

(140)الشمائل المحمدية للترمذي, باب ما جاء في نعل رسول الله صلى الله عليه وسلم, 66/1, رقم الحديث 80, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(141)الشمائل المحمدية للترمذي, باب ما جاء في نعل رسول الله صلى الله عليه وسلم, 65/1, رقم الحديث 77, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(142)صحيح مسلم, كتاب اللباس والزينة, باب ما جاء في الانتعال والاستكثار من النعال, 1660/3, رقم الحديث 2096, دار إحياء التراث العربي بيروت.

نعلین شریف کے برکات: حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃاللہ علیہ مدارج شریف میں لکھتے کہ علماء متقدین نے نعلین شریف کی تمثال ونقشے میں علیحدہ رسالے تصنیف فرماہیں۔اوراس سے برکت ونفع اور فضل حاصل ہونا بیان کیاہے اور مواہب میں اس کا تجربہ لکھاہے کہ مقام درد پر نعلین شریف کانقشہ رکھنے سے درد سے نجات ملی ہے اور پاس رکھنے سے راہ میں لوٹ مار سے محافظت ہوجاتی ہے اور شیطان کے مکروفریب سے امان میں رہتا ہے۔اور حاسد کے شر وفساد سے محفوظ رہتاہے۔ مسافت طے کرنے میں آسانی ہوتی ہے اس کی تعریف و مدح اور اس کے فضائل میں قصیدے لکھے گئے ہیں۔[143] (مدارج ا)

فقیراویسی غفرلہٗ نے انہیں علماء کرام کے فیض سے کتاب "نیل المرام فی نعل سیدالانام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (عرف نعلین مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل وبرکات) لکھی جو مدت مدید سے شائع ہورہی ہے۔

بستر مبارک: ہمارے آقا کریم روف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باوجودیکہ شہنشاہ دارین مختار کل ہونے کے ہر معاملہ میں سادگی کو پسند فرماتے تھے ملبوسات میں سادگی کے نمونے فقیر نے عرض کئے بستر مبارک بھی نہایت سادہ تھاچمڑے میں کھجور چھال،اسی کو توشک (روئی دار بستر) سمجھ لیجئے اسی کو گدا سمجھ لیجئے۔عام بستر توایک ٹاٹ کا ٹکراتھا،دوہرا بچھادیاجاتااسی پر آرام فرماتے۔ تفصیل اس کی یوں ہے۔

صحیحین میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بستر مبارک جس پر آپ اِستِراحَت (آرام) فرماتے تھے چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری تھی۔[144] (بخاری، مسلم، شمائل ترمذی، مشکوٰۃ)

★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں میرے پاس ایک انصاری عورت آئی اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا (سادہ) بستر شریف دیکھاتواس عورت نے میرے پاس ایسابستر بھیجاجس میں اون بھری ہوئی تھی۔جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اوراسے ملاحظہ فرمایاتوفرمایااے عائشہ (رضی اللہ عنہا) یہ کیاہے؟ میں نے عرض کیایارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) فلاں انصاریہ عورت میرے پاس آئی تھی اس نے آپ کابستر شریف دیکھاتو یہ بستر اس نے بھیج دیا۔فرمایااے عائشہ! اسے واپس کردواس کے بعد فرمایااگر میں چاہتاتواللہ تعالیٰ میرے ساتھ سونے چاندی کے پہاڑ حاضر کردیتا۔[145] (مدارج النبوت ج ا۔عن البہقی)

مطلب یہ ہے کہ میرابستر میرازہداور میری ریاضت ہے۔یہ سادگی آپ کی اختیاری تھی ورنہ توآپ نے خودفرمایاکہ اللہ تعالیٰ سے عرض کروں توپہاڑ سونے کے ہوجائیں اسی کوہم اہلسنت مختار کل سے تعبیر کرتے ہیں "اس موضوع پر فقیر کی کتاب "**اختیار کل لمختار کل**" کامطالعہ کریں۔

---

(143)مدارج النبوت (مترجم)، جلد 1، صفحہ نمبر 562، شبیر برادرز لاہور، جولائی 2004ء.

(144)صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب كيف كان عيش النبي صلى الله عليه وسلم إلخ، 97/8، رقم الحديث 6456، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، 1422ھ.
صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب التواضع في اللباس والاقتصار على الغليظ منه إلخ، 1650/3، رقم الحديث 2082، دار إحياء التراث العربي بيروت.
الشمائل المحمدية للترمذي، باب ما جاء في فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم، 188/1، رقم الحديث 311، دار إحياء التراث العربي بيروت.
مشكاة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الأول، 1240/2، رقم الحديث 4307، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الثالثة، 1985.

(145)مدارج النبوت (مترجم)، جلد 1، صفحہ نمبر 562، شبیر برادرز لاہور، جولائی 2004ء.
دلائل النبوة للبيهقي، جماع أبواب صفة رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ذكر أخبار رويت في زهده في الدنيا، 345/1، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى، 1405ھ.

★امام احمد نے اپنی مسند میں ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ ایک چٹائی پر آرام فرماتے تھے اور چٹائی کا نشان آپ کے پہلوئے مبارک پر پڑا ہوا تھا ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ کے جسمِ اطہر پر سوائے تہبند شریف کے اور کچھ نہ تھا اور کاشانہ نبوت کے ایک گوشے میں تقریباً ایک صاع جو پڑے تھے اور ایک کھال دیوار پر آویزاں تھی۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آنکھوں میں آنسوں آگئے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے ابن خطاب تمہیں کس چیز نے رلایا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، کاش کہ آپ اس سے بہتر ونرم بستر پسند فرماتے؟ ایک روایت یوں بھی ہے کہ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں کیوں نہ روؤں جبکہ قیصر وکسریٰ باغات اور نہروں میں سونے کے تختوں پر ریشم کے بستروں پر آرام کریں اور آپ محبوب خدا ہیں چٹائی پر اس حال میں آرام فرمائیں۔ "فرمایا اے خطاب کے بیٹے؛ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ دنیا ان کے لیے ہو اور آخرت ہمارے لیے" جبکہ مدارج النبوت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جواب میں فرمایا مجھے دنیا سے کیا لینا ہے، میرا قصہ اور میری داستان اور دنیا کی داستان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی سوار گرمی میں سفر کر رہا ہو پھر ستانے کے لئے کچھ دیر ایک درخت کے نیچے بیٹھ جائے اس کے بعد وہ سفر کو چل دے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ چٹائی پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہوئی تھی اور سر مبارک کے نیچے ٹاٹ کا تکیہ کھجور کی چھال سے بھرا ہوا رکھا تھا۔[146]

نصیحت: حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس فرمان میں اہل ایمان کو یہ نصیحت ہے کہ مسلمان پر لازم ہے کہ ہمیشہ اپنی آخرت کو پیش نظر رکھے دنیا کے عیش وآرام میں مست نہ ہو جائے۔

اللّٰہ اکبر کا شانہ نبوت: رحمت للعالمین، سرور دنیا ودین، امام الانبیاء والمرسلین، شفیع المذنبین شہنشاہ کونین محبوبِ خدا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کاشانہ اقدس میں سادگی کی کیا بات ہے کہ جن کے ٹکڑوں پہ پلتا ہو سارا جہاں ان کے گھر میں صرف ایک صاع جو ایک کھجور کی چٹائی، ٹاٹ کا تکیہ، ایک کھال بعض روایات میں ایک کُوزَہ (پانی پینے کا چھوٹا ظرف جو چوڑے مُنھ کا ہوتا ہے) بھی ہے۔ دیواروں کی یہ حالت کہ کھجور کی شاخوں یا مٹی کے ڈھیلوں کی بنی ہوئی تھیں چھت بھی کھجور کے پتوں کی تھی۔ یہ کمرہ ہے جس پر خدا کی ساری خدائی قربان ہے۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دوجہاں فدا　　دوجہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

چونکہ فقیر کا موضوع لباس ہے ورنہ جی تو چاہتا ہے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک کمرہ کے ساتھ منسوب اک اک تنکے کی تعریف پر زندگی گذار دی جائے۔

منقول ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے بستر بچھا دیا جاتا تو اس پر آرام فرما لیتے تھے ورنہ زمین پر ہی استراحت فرما لیتے تھے۔[147] (مدارج النبوت)

(146)مدارج النبوت (مترجم)، جلد 1، صفحہ نمبر 562، 563، شبیر برادرز لاہور، جولائی 2004ء۔

(147)مدارج النبوت (مترجم)، جلد 1، صفحہ نمبر 563، شبیر برادرز لاہور، جولائی 2004ء۔

چارپائی (پلنگ) مبارک۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک چارپائی (پلنگ) مبارک تھا جس کے پٹی کے پائے، رشاج (لکڑی) کے اس پر بستر چمڑے کا تھا، جس میں چھلکے بھرے ہوئے تھے۔ اس کے اوپر ایک ٹاٹ تھا جس کی تہہ کرکے رات کو اس پر آرام فرماتے تھے۔

نیا لباس کس دن پہنا جائے اور سلوایا جائے؟۔ اور روضہ میں ہے کہ نیا لباس مبارک ایام میں سلوائے اور پہنے، جیسا کہ روایت میں ہے (ترجمہ پر اکتفاء کیا جاتا ہے) جس نے اتوار کے دن کپڑا سلوایا اسے صدمہ پہنچے گا اور برکت سے خالی ہوگا۔ جس نے پیر کے دن سلوایا بابرکت ہوگا جس نے منگل کے دن سلوایا وہ چوری ہوگا یا پانی میں ڈوب جائے گا۔ جس نے بدھ کے دن کپڑا کاٹا یا سیا اس کے رزق میں برکت میں وسعت ہوگی اور فراخی معیشت بالمشقت حاصل ہوگی۔ جس نے جمعرات کو سیا یا کاٹا اللہ تعالیٰ اسے علم وحکمت عطاء فرمائے گا۔ اس کے رزق میں برکت دے گا اور لوگوں میں معزز ومکرم فرمادے گا۔ جس نے جمعہ کے دن کپڑے سئے اس کی عمر دراز ہوگی اور مال زیادہ ہوگا۔ اور جس نے ہفتہ کے دن کپڑے کاٹے اور سئے وہ بیماری کا شکار ہوگا جب تک وہ لباس اس کے بدن پر رہے گا اور زاد المتورعین میں ہے کہ یہ اقوال حضرت مولا علی کرم اللہ وجھہ الکریم کے ارشادات عالیہ میں سے ہیں اور حدیث سے ثابت نہیں البتہ حدیث میں ہے کہ نیا لباس شب جمعہ یا جمعۃ المبارک کے دن نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے پہنے۔ اور اگر ہوسکے تو عیدین کے موقعہ پر نیا لباس پہنے کیونکہ یہ باعث برکت ہے۔ نیا لباس پہنے والے کو مبارک باد کہنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور لطف وکرم سے اسے امن وامان اور سکون واطمینان حاصل ہو۔

فقیر اویسی غفرلہ عرض گذار ہے کہ ۱۲ ربیع الاول شریف کو رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقعہ پر عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوب خوب خوشی منائیں خوبصورت لباس پہنیں بہت زیادہ برکتیں حاصل کریں۔

لباس کی تفصیل قدرے مکمل ہوئی سر میں تیل لگانے اور آنکھوں میں سرمہ لگانے کا ذکر بھلا معلوم ہوتا ہے برکت کے لیے عرض کیا جاتا ہے۔ اور پھر جنگی لباس کا بھی مختصر ذکر ہوگا۔

آنکھوں میں سرمہ لگاتے: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں:

قَالَ كَانَ النَّبِي يَكْتَحِل قَبْلَ اَنْ يَّنَامَ بِالْاَثْمِدِ ثَلٰثاً فِيْ كُلِّ عَيْنٍ [148] (شمائل ترمذی)

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نیند کرنے سے قبل ہر آنکھ میں اثمد سرمہ کی تین سلائیاں لگایا کرتے تھے۔

اور یزید بن ہارون کی روایت کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس سے نیند فرمانے سے قبل آپ ہر آنکھ مبارک میں سرمہ لگایا کرتے تھے۔ [149]

اثمد سرمہ اور اس کے فوائد۔ اثمد سنگ سیاہ سرمہ کا پتھر۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ سرمہ اصفہان میں پایا جاتا ہے اس کی فضیلت کے لیے یہ بات کافی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسے استعمال فرمایا کرتے تھے عُشاق کے لیے تو محبوب کی ہر شی محبوب ہے۔ ویسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(148) الشمائل المحمدية للترمذي, باب ما جاء في كحل رسول الله صلى الله عليه وسلم, 50/1, رقم الحديث 49, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(149) الشمائل المحمدية للترمذي, باب ما جاء في كحل رسول الله صلى الله عليه وسلم, 51/1, دار إحياء التراث العربي بيروت.

نے اس کے طبّی فوائد بیان فرمائے ہیں۔ کہ اثمد سرمہ استعمال کیا کرو،یہ بینائی کو جلا دیتا ہے [150] یعنی آنکھوں کی نورانیت زیادہ ہوتی ہے اور دماغ میں جو خراب مادہ ہے آنکھوں کے ذریعے خارج ہو جاتا ہے اس کو زائل کرتا ہے اور آنکھوں کو صاف ستھرا رکھتا ہے(ترمذی 'سنن ابی داود)

ابن ماجہ میں روایت ہے کہ تمام سرموں سے بہتر اثمد سرمہ ہے آنکھوں کو روشن کرتا ہے اور پلکوں کو اگاتا ہے۔ [151]

سرمہ لگانے کا سنت طریقہ۔ سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر آنکھ میں تین بار سرمہ لگایا کرتے تھے۔احادیث مبارکہ میں طاق بار سرمہ لگانے کا فرمایا گیا ہے. علماء کرام نے سرمہ لگانے کے دو طریقے بیان فرمائے ہیں۔

(۱) دو سلائیاں داہنی آنکھ میں اور تین سلائیاں بائیں آنکھ میں اور ایک سلائی داہنی آنکھ میں یعنی داہنی آنکھ سے شروع کرے اور داہنی پر ہی ختم کرے۔ تین سلائیوں سے زائد طاق کی صورت میں یہی طریقہ رکھے کہ داہنی آنکھ سے شروع کر کے داہنی پر ہی ختم کرے۔

(۲) تین سلائیاں داہنی آنکھ میں اور تین بائیں آنکھ میں۔ ہر کام دائیں طرف سے شروع کرنے اجر ہے(عرض کردیا گیا ہے)

یاد رہے کہ ہر طرح کا سرمہ جو آنکھوں کو فائدہ دیتا ہو استعمال کرنا جائز ہے البتہ اثمد سرمہ استعمال کرنا افضل ہے۔

جنگی لباس۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی غزوہ میں جہاد کی غرض سے تشریف لے جاتے تو جنگی لباس زیب تن فرماتے۔ چند غزوات میں جو جنگی لباس زیب تن فرمایا اس ذکر کیا جاتا ہے۔

غزوہ احد میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ احد کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو زرہیں زیب تن فرمائیں تھیں ۔پس آپ ایک چٹان پر کھڑا ہونے کا قصد فرمایا۔ تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نیچے بیٹھے(آپ ان پر کھڑے ہو کر) چٹان پر اچھی طرح چڑھ گئے یہاں تک کے ٹھہر گئے ۔زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ طلحہ نے واجب کرلی۔ [152] (شمائل ترمذی)

تفصیل یوں ہے کہ غزوہ احد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چہرہ اقدس پر پتھر لگنے سے نچلا ہونٹ مبارک زخمی ہوا اور رخسار پر زرہ کی کڑی دھنس گئی اور ادھر ابن قمیئہ نے آواز دیکر یہ خبر پھیلا دی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔اس کڑے وقت میں آپ یہ چاہتے تھے کہ کسی اونچی جگہ کھڑے ہو کر اپنے صحابہ کرام کو اپنا رخ زیبا دیکھائیں تاکہ وہ مطمئن ہو جائیں کہ شہید ہو جانے والی خبر غلط ہے۔ چنانچہ آپ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی پیٹھ پر سوار ہو کر ایک چٹان پر چڑھ گئے روای جنگی لباس کی طرف ارشارہ کرتے ہوئے بتانا چاہتے ہیں اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو زرہیں زیب تن فرمائی ہوئی تھیں۔

★حضرت سائب بن زید رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ

---

(150)سنن الترمذي, أبواب اللباس, باب ما جاء في الاكتحال, 234/4, رقم الحديث 1757, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر, الطبعة: الثانية، 1395 ه‍ 1975 م

(151)سنن ابن ماجه, كتاب الطب, باب الكحل بالإثمد, 1152/2, رقم الحديث 3497, دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي.

(152)الشمائل المحمدية للترمذي, باب ما جاء في صفة درع رسول الله صلى الله عليه وسلم, 78/1, رقم الحديث 103, دار إحياء التراث العربي بيروت.

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ عَلَیْہِ یَوْمَ اُحُدٍ دِرْعَانِ قَدْ ظَاھَرَ بَیْنَھُمَا۔ [153] (شمائل ترمذی)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے احد کے دن دو زرہیں پہنی تھیں جو کہ اوپر نیچے تھیں۔

رسول کریم ﷺ غزوات میں خود پہنتے تھے:

★حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ (فتح مکہ کے موقعہ پر) رسول کریم روف ور حیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھی آپ سے عرض کیا گیا یہ ابن خطل ہے جو غلاف کعبہ پکڑے ہوئے ہے ارشاد فرمایا اس کو قتل کر دو۔ [154] (شمائل ترمذی)

★انہیں سے روایت ہے کہ رسول کریم روف ور حیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سر اقدس سے خود اتار لیا تو ایک صحابی حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ابن خطل کعبہ کے پردے کے ساتھ لپٹا ہوا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسے قتل کر دو ابن شہاب کہتے ہیں اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے احرام نہیں باندھا تھا۔ [155] (شمائل ترمذی شریف)

نیا لباس پہننے کا ورد: اور روضہ میں ہے کہ جو شخص نیا لباس پہنے تو دس مرتبہ سورۃ القدر " انا انزلنا ہٗ" پڑھکر پانی پر دم کرے اور کپڑوں پر چھڑکے برکت ہو گی اور نیا لباس نماز کی نیت سے پہننے کے بعد دو رکعت نماز شکرانہ لباس ادا کریں اور یہ دعا کریں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَآ اُوَارِیْ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ وَ لْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِنِّیْ وَلَاقُوَّۃَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمَّ الصَّالِحَاتِ وَبِرَحْمَتِہٖ تُصْلِحَ الْفَاسِدَاتَ وَتَنْزِلُ الْبَرَکَاتُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلیٰ کُلِّ حَالٍ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ ثَوْباً مُبَارَکاً اشْکُرَفِیْہِ نِعْمَتِکَ عِبَادَتِکَ وَاَحْسَنَ فِیْہِ عِبَادَتِکَ وَاعْمَلُ فِیْہِ بِطَاعَتِکَ واسْتَعِیْنَ بِاللّٰہِ والْتَجِیَ اِلَی اللّٰہِ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ اِسْتِیْلَآءِ النَّفْسِ بِقَلِیْلٍ وَکَثِیْرٍ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَطْلُبُ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ والْمُعَافَاۃَ وَالنَّقیٰ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنیا وَ الآخِرَۃِ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الھُدیٰ وَالتُّقیٰ وَالْعِفَّۃَ والْغِنیٰ والتَّوْفِیْقَ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضیٰ۔

اس دعا کو پڑھنے سے لباس پہنے والے کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

لباس اتار کے رکھنے کا سنت طریقہ۔ لباس بدن سے اتار کر لپیٹ کر تہہ کر کے حفاظت کے ساتھ رکھنا سنت ہے۔ ورنہ شیطان اسے پہنے گا۔ اسی طرح موزوں کو بھی باحفاظت رکھے نیا لباس پہنتے وقت تعوذ و تسمیہ پڑھے اور اگر نیا عمامہ (دستار پگڑی) چادر یا موزے پہنتے وقت تین بار یا سات بار سورہ

---

(153) الشمائل المحمدية للترمذي , باب ما جاء في صفة درع رسول الله صلى الله عليه وسلم , 79/1 , رقم الحديث 104, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(154) الشمائل المحمدية للترمذي , باب ما جاء في صفة مغفر رسول الله صلى الله عليه وسلم , 80/1 , رقم الحديث 105, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(155) الشمائل المحمدية للترمذي , باب ما جاء في صفة مغفر رسول الله صلى الله عليه وسلم , 81/1 , رقم الحديث 106, دار إحياء التراث العربي بيروت.

فاتحہ بھی پڑھ لے تو جسم میں فرحت اور آسودگی پیدا ہوگی۔ صحت وعافیت سے رہے گا، بیماری دور ہوگی اور اگر مقروض ہو تو قرض ادا ہو جائے گا اور مزید نئے کپڑے جلد میسر آئیں گے۔ چاہئے کہ پرانا لباس غرباء ومساکین کو دے یا اپنے اہل وعیال میں کسی مستحق کو دے کیونکہ اس میں بے شمار اجر وثواب ہے۔

فقیر اویسی غفرلہٗ نے اہل محبت کے لیے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لباس مبارک کو یکجا جمع کرنے کی سعی کی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ کرے فقیر اور قارئین کرام کے لیے ذریعہ نجات ہو۔ آمین بحرمة سيد الأنبياء والمرسلين وصلىٰ اللّٰه تعالى على حبيبه وعلى آله وأصحابه أجمعين

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان

آج مورخہ ۲۹ ذوالحجہ ۱۴۳۱ھ بروز پیر شریف کو فقیر محمد فیاض احمد اُویسی رضوی جامعہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور میں اس مضمون کی تصحیح وترتیب سے فارغ ہوا۔